امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 11 اگست 2023ء / محرم الحرام 1445ھ شمارہ 9

15 اگست یوم آزادی، خوشی و تجدید عہد کا دن

15 اگست فتح کابل کی دوسری سالگرہ پر خصوصی مضمون

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ

کی روپوشی کے بعد حیات کے شب و روز

پانچ ہزار کلومیٹر ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ ہے۔

ترجمان افغانستان ریلوے اتھارٹی عبدالسمیع درانی کی گفتگو

سالنگ ہائی وے کی تعمیر نو

قوشتیپہ کینال کے بعد دوسرا بڑا تعمیراتی منصوبہ

انسانی حقوق ہر دور کی بہ نسبت زیادہ محفوظ ہیں۔

افغان وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی کی الجزیرہ سے گفتگو

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عن عبد الله، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "ليس من نفس تقتل ظلما إلا كان على ابن آدم الاول كفل منها"، وربما قال سفيان: من دمها لانه اول من سن القتل اولا.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص بھی ظلم کے ساتھ قتل کیا جائے گا اس کے (گناہ کا) ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر بھی پڑے گا۔" بعض اوقات سفیان نے اس طرح بیان کیا کہ "اس کے خون کا" کیونکہ اسی نے سب سے پہلے ناحق خون کی بری رسم قائم کی۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماھنامہ

شریعت

جلد 11 اگست 2023ء / محرم الحرام 1445ھ شمارہ 9

مدیر اعلیٰ
ولید افغان

مدیر
استاد فریدون

نائب مدیر
شمس ابدالی

مجلس مشاورت:
اسد افغان، ہارون بلخی، اکرم تاشفین،
سیف العادل احرار، خوشحال غزنوی

ڈیزائننگ: نقیب وحدت

قیمت
فی شمارہ: 100 روپے / سالانہ: 1000 روپے

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazin

Email: shariatmagazine@yahoo.com

WhatsApp: 0093784635873

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ماہنامہ شریعت" امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ افغانستان کی "وزارت اطلاعات" کی جانب سے شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان کی تعمیر وترقی، اقتصادی خوشحالی، سماجی بہبود اور علمی وشعوری ارتقا کے نئے سفر کا چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

15 اگست یوم آزادی، خوشی وتجدید عہد کا دن	2
ترجمان افغانستان ریلوے اتھارٹی عبدالسمیع درانی کی گفتگو	3
افغان وزیر خارجہ کی الجزیرہ سے گفتگو	6
وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی کا خطاب	10
صلیبی جارحیت کے خلاف جہاد کا تسلسل	13
افغان مفاخر	31
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ جامع کمالات خاتون	32
سالنگ ہائی وے کی تعمیر نو	34
بیرونی وفود، تعلقات اور دورے	35
دفاع، امن وامان	40
اہم اعلامیے	43
کابینہ فیصلے	44

15 اگست یوم آزادی، خوشی و تجدید عہد کا دن

معزز قارئین! آج 15 اگست ہے، آج افغانستان کا یوم آزادی ہے، ملک بھر میں یوم آزادی ملی اور دینی جوش وجذبے کے ساتھ منایا جارہا ہے، ہر طرف سفید پرچموں کی بہار ہے اور سب مختلف انداز میں وطن عزیز سے اپنی محبت کا اظہار کررہے ہیں۔ افغان قوم نے جانی ومالی قربانیوں سے بھرپور بیس سالہ طویل جدوجہد کے نتیجے میں دو برس قبل اسی دن امریکی اور دیگر مغربی غاصب قوتوں کے تسلط سے آزادی حاصل کی اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین کابل میں داخل ہوئے، آج کے دن پوری افغان قوم اپنے رب کے حضور آزادی کی اس عظیم نعمت عطا کرنے پر شکر گزار ہے اور انسانی تاریخ کے سب سے بڑے فوجی اتحاد کے مقابلے میں عظیم فتح حاصل کرنے پر فخر کا اظہار بھی کرتی ہے۔ آج جس افغانستان میں ہم امن وامان کے ساتھ آزادی کی زندگی گزار رہے ہیں یہ آزادی لاکھوں افغان مسلمانوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے، افغانستان کے مسلمانوں کو بیس سالہ جنگ میں آگ اور خون کا ایک عظیم دریا عبور کرنا پڑا۔ افغان قوم کی دی ہوئی یہ قربانیاں غاصب قوتوں کی ناپاک وجود سے ملک وملت کی آزادی، اسلامی نظام کے احیاء، اس ارض پاک پر شریعت نافذ کرنے اور انسانیت کی فلاح کے لیے تھیں، محض سیاسی، ثقافتی، معاشی اور سماجی بالادستی کی غرض سے نہیں تھیں۔ ہم نے اللہ تعالی اور اپنی قوم سے وعدہ کیا تھا کہ کامیابی کے بعد ہم اس سرزمین پر اسلامی نظام نافذ کرکے اسے ایک پرامن اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ ہم اس وعدے پر قائم ہیں اور مرتے دم تک قائم رہیں گے ان شاء اللہ۔ ہم افغانستان میں قرآن وسنت کے قوانین کا نفاذ عمل میں لاکر دنیا کو ایک بار پھر عملی تجربہ کرکے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن وسنت کے قوانین چودہ صدیاں قبل کی طرح آج بھی قابل عمل اور انسانوں کے مسائل کا صحیح حل ہیں۔ اور یہ کہ اسلامی ریاست دنیا کے لیے خطرہ نہیں بلکہ دنیا میں سکون وآشتی کی فضا قائم کردیتی ہیں۔

افغانستان اسلام کے نفاذ اور اسلام کے نظام حیات کے بغیر ایسے ہی ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔ پرعزم قوم اس ملک کا قیمتی اثاثہ ہے، یہ قوم اسلام کے نظام حیات کو اپنی نجات اور سلامتی کی ضامن مانتی ہے، قومیں اپنے نظریات کی بناپر زندہ رہتی ہیں، اپنے اسلاف کے طے کردہ نشانات منزل کو گم کردینے اور اپنے نظریات کو فراموش کربیٹھنے والے حرف غلط کی طرح مٹادیئے جاتے ہیں،

اسلام کے نظام حیات کے بغیر ملک کی سیاسی، معاشی اور سماجی سطح کی بہتری کا امید رکھنا احمقوں کی جنت میں رہنے کا مترادف ہے۔

روس کی خلاف لڑی گئ جنگ میں افغانستان کے پندرہ لاکھ مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ بدقسمتی سے اس وقت ہمارے ہاں حصول اقتدار کی خاطر باہمی اختلافات، داخلی جنگوں، حاکمان وقت کی خودغرضی اور سیاسی سطح پر عدم استحکام کا سلسلہ جاری رہا اس لیے ہم جہاد کے تمام ثمرات کے حصول، امن وامان اور مستحکم مرکزی حکومت قائم کرنے، افغانستان کے فکری تشخص کو ابھارنے اور اس کی نظریاتی پہچان کو قائم کرنے میں ناکام رہے کیونکہ کسی اچھے مقصد کا حاصل ہوجانا اگر اہم ہے تو اس مقصد کی اصل روح کو قائم اور اس کو عملی شکل دینا اس سے زیادہ اہم اور قدرے مشکل کام ہے ورنہ قوموں کے عروج کو اسمانوں کی بلندیوں پر پہنچ کر قعرمذلت میں گرتے ہوئے بھی دیکھاگیا، انسانی تاریخ کے صفحات اس کے شاہد ہیں۔ ماضی کی ان لغزشوں پر ہماری کڑی نظر ہے۔ انھیں مٹانے کی کوشش جاری رکھیں گے۔

ہمارا یوم آزادی اور یہ جذبہ حب الوطنی کا مظاہرہ صرف جھنڈوں کی حدتک نہیں ہے بلکہ ہم اس یوم آزادی پر عہد کرکے اپنے عمل سے یہ ثابت کریں گے کہ ہمارے جوانوں نے جو قربانیاں دی ہیں اور مسلمانوں نے جو صعوبتیں برداشت کی ہیں ہم انہیں رائیگان نہیں جانے دیں گے۔

جہاں تک وطن عزیز کی سالمیت، عالی اہداف اور آزادی کی حفاظت کا سوال ہے تو اس دھرتی کا ہر وفادار فرزند جان پر کھیل کر اس کی حفاظت کے لیے تیار ہے، آزادی کی حصول کے لیے لاکھوں لوگ قربانی دے سکتے ہیں تو اس کی حفاظت اور بقا کے لیے بھی ہم مرمٹنے کو تیار ہیں۔ یہ ملک ہمارا مشترک گھر ہے اس کی حفاظت ہر افغان کا فرض اور اس نعمت کی قدر ہماری اولین ذمے داری ہے اور یہ فرض صرف اسی صورت اتر سکتا ہے جب ہم اپنا اپنا کام امانت اور فرض سمجھ کر نبھائیں۔

ماضی کی رنجشوں کو بھلانا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ آزادی کیلئے وسعت قلبی سب سے اہم ہے۔ رنگ، نسل، قوم، زبان اور دیگر اختلافات بھلاکر صرف اور صرف مسلمان اور وطن عزیز کا وفادار فرزند بن کر ہم آزادی کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرسکتے ہیں۔ مثبت اور تعمیری انداز کے مقاصد قوموں کی عزت ووقار کی بلندی اور ان کی بقا وسلامتی کے ضامن ہوتے ہیں۔ وہی قومیں دنیا میں قوت وشجاعت کی حامل ہوتی ہے جو اپنے تابناک ماضی سے جڑی رہتی ہیں اور اپنے اعمال کی دیانت داری سے محاسبہ کرتی رہتی ہے، ماضی کی لغزشوں پر نہ صرف کڑی نظر رکھتی ہیں بلکہ اپنے کردار وعمل سے انھیں مٹانے کی کوشش بھی کرتی رہتی ہے اور نئے جذبے اور ولولے کے ساتھ اپنے طرز عمل کو تعمیری سانچوں میں ڈھالنے کے لے کمر کس لیتی ہیں۔

ہماری آزادی صرف نام کی آزادی نہیں۔ ہم الحمدللہ ثقافت، معیشت، عدالت، سیاست، معاشرت اور ہر شعبہ زندگی میں غیر اقوام کی غلامی اور تقلید سے آزاد ہیں اور یہی حقیقی آزادی ہے۔ غربت اور بے روزگاری کے خاتمے کے لیے امارت اسلامیہ کی سنجیدہ کوششیں اور اقدامات جاری ہیں۔ مستقبل قریب میں تمام باشندگان ملک کی زندگی میں مثبت معاشی تبدیلی آئیگی ان شاء اللہ۔ اس وقت ہمیں اپنے ملک کو توجہ دینے کی ضرورت ہے، ان میدانوں میں مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے جس سے ملک اور قوم کو فائدہ ہو اور ہمارا وقار اور مرتبہ حقیقی بنیادوں پر بلند ہو جیسے کہ تعلیم، صحت معیشت، سیاحت، ترقی، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں۔ مشکل وقت میں ساتھ چھوڑنا بہت آسان ہوتا ہے، لیکن یہ زندہ قوم کا شیوہ نہیں۔ اپنے ملک کو خیر باد کہہ کر چلے جانے کا سوچ بدلنا ہوگا۔ یہ مشکل دور بھی نکل جائے گا۔ ہم ہمت ہارنے والی نہیں بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی زندہ اور عظیم قوم ہیں، ہم عظیم تر بنیں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

پانچ ہزار کلومیٹر ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ ہے۔

ترجمان افغانستان ریلوے اتھارٹی عبدالسمیع درانی کی گفتگو

محترم قارئین جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ملک میں آئے روز ترقیاتی منصوبوں کے آغاز میں اضافہ ہو رہا ہے۔ امارت اسلامیہ کوشش کر رہی ہے کہ عوام کے معاشی مشکلات جلد حل ہوں اس مقصد کے لیے دیگر ترقیاتی منصوبوں کے ساتھ افغان ریلوے اتھارٹی نے بھی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر متعدد ترقیاتی منصوبے شروع کیے ہیں۔ ایران کے ساتھ ہرات۔ خواف ریلوے لائن کے افتتاح کے بعد اب ٹرانس افغان ریلوے لائن کے منصوبے پر دستخط کر لیے ہیں جس پر جلد ہی کام کا آغاز ہو جائے گا۔ جس کے بعد افغانستان اس خطے کو جو باہم جوڑنے والے ایک مرکز میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس موضوع پر مزید وضاحت اور تفصیل کے لیے افغان ریلوے اتھارٹی کے ترجمان عبدالسمیع درانی سے تفصیلی گفتگو کی گئی ہے جو نذرِ قارئین ہے

سوال: سب سے پہلے یہ بتائیں کہ ہم کن کن ممالک کے ساتھ ریلوے لائن کے ساتھ منسلک ہیں کن پر کام جاری ہے اور کس ملک کے ساتھ تجارت ہو رہی ہے؟

جواب: ہرات میں ہم ایران کے ساتھ ریلوے لائن کے ذریعے منسلک ہیں وہاں تجارت شروع ہو چکی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح ہرات کے ایک اور سرحدی علاقے تور غونڈئی میں ہم ریلوے لائن کے ذریعے ترکمانستان، حیرتان سرحد پر ازبکستان اور آقینہ سرحد پر بھی ازبکستان کے ساتھ ریلوے لائن کے ذریعے جڑے ہوئے اور یہاں سے تجارت ہو رہی ہے جس کی ہم ہفتہ وار اور ماہوار رپورٹ جاری کرتے ہیں۔

سوال: افغان ٹرانس منصوبہ افغانستان کے لیے کتنا اہم ہے؟

جواب: یہ ایک نہایت ہی اہم منصوبہ ہے جس کے ذریعے مشرق وسطی کے ممالک جنوبی ایشاء کے ممالک کے ساتھ ریلوے لائن کے ذریعے منسلک ہوں گے اور افغانستان ان کے درمیان ایک رابطہ کا پل کا کردار ادا کرے گا۔ اس منصوبے کا اہم ہدف یہ ہے کہ مشرق وسطی کے ممالک چونکہ توانائی کے ذرائع سے مالا مال ہیں اور جنوبی ایشیاء کے ممالک میں آبادی زیادہ اور توانائی کے ذرائع محدود ہیں اس لیے ان ممالک کو توانائی کی ترسیل کے لیے افغانستان ایک راہداری کے طور پر استعمال ہو گا جس کا افغانستان کو بھی فائدہ اٹھائے گا۔

سوال: اس منصوبے میں افغانستان کا حصہ کتنا ہے؟

جواب: اس منصوبے کے تحت جو ریلوے لائن بچھائی جا رہی ہے اس 6 سو کلو میٹر سے زیادہ حصہ افغانستان سے ہو کر گزرتا ہے جس سے افغانستان کے 7 صوبے بھی ایک دوسرے کے ساتھ ریلوے لائن کے ذریعے منسلک ہو جائیں گے۔ کہنے کو تو یہ تین ممالک کا مشترکہ منصوبہ ہے لیکن اس کا فائدہ افغانستان کو بھی ہو گا۔ کیوں کہ جیسا ہم نے پہلے ہی ذکر کیا کہ توانائی کے وسائل اسی راستے سے جنوبی ایشیاء کے ممالک تک پہنچیں گی۔

سوال: اس منصوبے کی تکمیل کے لیے مالی لاگت کس ملک کے ذمے ہے؟

جواب: مالی لاگت کے بارے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا کیوں کہ ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ اس منصوبے پر لاگت کتنی آئے گی۔ جب تک متعلقہ علاقوں کا تیکنیکی مطالعہ نہیں ہو تا تب تک کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔ البتہ تیکنیکی مطالعہ اور سروے کے بعد لاگت کا پتہ چل جائے گا پھر امارت اسلامی اس کے لیے بجٹ مختص کرے گی دوسری جانب خطے کے ممالک اور بین الاقوامی اداروں کے ساتھ بھی یہ معلومات شئیر کیے جائیں گی۔ اور جو بھی بین الاقوامی ادارہ یہاں سرمایہ کاری کرنا چاہیں ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے۔ اور خطے کے ممالک اور مالیاتی ادارے اس بڑے منصوبے میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے تیار ہیں۔

سوال: منصوبے کی راہ میں کوئی مالی، فنی یا سیکیورٹی رکاوٹ تو نہیں ہے؟

جواب: نہیں الحمد للہ سیکیورٹی کے لحاظ سے تو کوئی مشکل نہیں کیوں کہ ہماری حکومت سے قبل یہ منصوبہ صرف ٹیبل پر بحث کی سطح تک موجود تھا۔ فتح کے بعد افغانستان ریلوے اتھارٹی نے صرف پندرہ دنوں میں ازبکستان اور پاکستان کی ٹیموں کے ساتھ مل کر اس منصوبے کا ابتدائی سروے مکمل کیا۔ یہ ایک اچھی خوشخبری تھی اور پہلا مثبت قدم تھا جو ہم نے اٹھایا۔ اس کے بعد اس منصوبے کے لیے مشترک دفاتر قائم کر لیے گئے اس سے قبل ازبکستان کے شہر تاشقند میں منصوبے کے کام کو آگے بڑھانے کے لیے ایک دفتر کھول دیا گیا۔ بعد میں ایک دفتر اسلام آباد اور ایک کابل میں کھولا جائے گا۔ یہ سارے وہ اقدام ہے جو ہماری حکومت میں ہوئے ہیں۔ اب حال ہی میں ازبکستان اور پاکستان کے حکام سے افغان ریلوے اتھارٹی کا ایک اجلاس ہوا جس میں افغان ریلوے اتھارٹی نے اس منصوبے کا تیکنیکی مطالعہ اور سروے جلد شروع کرنے کی درخواست کی ہے کہ اسے بہتر طریقے سے انجام دیا جائے تاکہ ہمیں اس کی مالی لاگت کا پتہ چلے اور جو مسائل ہوں ان کو حل کرنے کی کوشش کریں اور پھر جو ممالک یہاں سرمایہ کاری کرنا چاہیں انہیں یہ معلومات مہیا کی جائیں۔

سوال: مجموعی طور پر اس منصوبے کی معاشی اور جغرافیائی اہمیت کتنی ہے نیز افغانستان میں کتنے ریلوے لائن کی ضرورت ہے کہ اس کے لیے اقدامات کیے جانے چاہیں؟

جواب: ریلوے لائن جہاں بھی بچھائی جاتی ہے وہاں طبعی طور پر ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔ ملک کے لیے اور اس کے عوام کی معیشت دونوں کے لیے اہمیت کی حامل ہے۔ افغان ٹرانس منصوبے کی تکمیل سے افغانستان علاقائی تجارت کے مرکز میں تبدیل ہو جائے گا۔ مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیاء کے درمیان تجارت کے نئے باب کھلیں گے اور یہ نقل و حمل افغانستان کے راستے سے ہوگی۔ اس کے علاوہ منصوبے کی تکمیل کے ساتھ یہاں ہزاروں ماہرین کام کریں گے جس کے ساتھ ہی ہزاروں نوجوانوں کو روزگار ملے گا، ٹرانزٹ ٹیکس کی مد میں بھی حکومت کو سالانہ کافی رقم ملے گی۔ جب یہ ریلوے لائن مزار سے شروع ہوگی اور پکتیا کے سرحد خرلاچی پر ختم ہوگی تو یہ سات صوبوں سے گزر کر یہاں تک پہنچے گی جس سے ہمارے سات صوبے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری اپنی مصنوعات کم وقت اور کم لاگت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے گی جس کے بعد منافع بھی بڑھ جائے گا۔ ہماری تجارت بھی بڑھ جائے گی۔ مجموعی طور پر ہم دیکھیں تو اس جیسے منصوبے افغانستان کے لیے اہم ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ جتنا ممکن ہو اس معاملے میں ممالک کے ساتھ روابط رکھیں۔ بین الاقوامی اداروں کو ہم اس طرف راغب کریں کہ وہ ان جیسے منصوبوں میں سرمایہ کاری کریں۔ جب بین الاقوامی ممالک یہاں سرمایہ کاری کریں گے تو پھر یہاں وہ ہمیشہ جنگ کے خلاف ہوں گے کیوں کہ یہاں ان کا سرمایہ خطرے میں ہوگا۔

سوال: اس پر عملی کام کا آغاز کب ہوگا، سال بعد یا دو سال کے بعد؟

جواب: ہماری کوشش ہوگی کہ آنے والے چند ماہ کے اندر اس کا تیکنیکی مطالعہ اور سروے مکمل کر لیا جائے جو ایک اس منصوبے کا ایک اہم پہلو ہوتا ہے۔ البتہ کام کے آغاز کے حتمی وقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن جب اس منصوبے پر کام کا آغاز ہوگا تو یہ پانچ سال کے اندر مکمل ہوگا پورا پانچ سالہ منصوبہ ہے اس لیے اس کے آغاز میں کچھ وقت لگے گا۔ افغانستان سمیت ازبکستان اور پاکستان کی بھی خواہش ہے کہ اس منصوبے پر جلد کام کا آغاز ہو۔ جتنا جلدی اس پر کام کا آغاز ہوگا اتنا ہی سب کے مفاد میں ہے۔

سوال: افغانستان میں مجموعی طور پر کتنے کلومیٹر تک ریلوے لائن بچھائی جاچکی ہے اور مزید ضرورت کتنی ہے؟

جواب: اس وقت ملک میں 270 کلومیٹر تک ریلوے لائن موجود اور فعال ہے۔ لیکن ہماری ضرورت اور قومی منصوبے میں 5040 کلومیٹر تک ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ ہے۔ جو نہ صرف افغانستان کو ایک دوسرے سے منسلک کرے گا بلکہ اس کے ذریعے ہم ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی تجارت کے قابل ہو سکیں گے۔ اس منصوبے پر عملی کام کے آغاز کے لیے ہم نے اس بڑے منصوبے کو آہستہ اور مسلسل طور پر پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کر رکھا ہے۔ ہم ہر سال اپنے لیے کچھ ہدف مقرر کریں گے اور پھر اس کو پورا کرنے کے لیے ممکنہ وسائل بروئے کار لائیں گے۔

سوال: کیا اس منصوبے پر کام کے آغاز کے لیے حکومت نے کوئی منصوبہ بندی کی ہے اور اس کی لاگت کے بارے میں بھی بتائیں کہ کیا اتنی لاگت قومی خزانہ سے ہوگی؟

جواب: الحمد للہ قیادت کی طرف سے افغان ریلوے اتھارٹی اور اس کے مختلف پروجیکٹس کے لیے وقتاً فوقتاً زیادہ بجٹ ریلیز ہوتا ہے۔ ہمیں کافی انداز میں سالانہ

بجٹ بھی دیا گیا ہے۔ آپ کی معلومات کے لیے عرض کروں کہ ہم نے گزشتہ ماہ کئی پروجیکٹس کا آغاز کیا جس کے لیے حکومت کی طرف سے بجٹ ریلیز ہوا۔ ایران کے ساتھ خواف۔ ہرات ریلوے لائن کا حال ہی میں افتتاح ہوا، پاکستان اور ازبکستان کے ساتھ افغان ٹرانس پروجیکٹ پر بھی دستخط ہو گئے۔ اس کے علاوہ خواف۔ہرات ریلوے لائن کے چوتھے حصے کا کام جو کہ 43 کلومیٹر ہے، کا 35 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے یعنی سابقہ خواف۔ ہرات ریلوے لائن میں 43 کلومیٹر کا اضافہ ہو گا۔ یہ تمام کام قیادت کی بھرپور توجہ اور بجٹ کے بغیر ناممکن ہیں۔

سوال: رواں سال کے وہ کونسے منصوبے ہیں جن پر ریلوے اتھارٹی اپنے قومی بجٹ سے کام کا آغاز کرنے جارہی ہے؟

جواب: رواں سال ہمارے منصوبے میں جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا خواف۔ ہرات ریلوے لائن بچھانے کا منصوبہ ہے جس سے ریلوے لائن ہرات کے ضلع رباط پریان سے ہرات شہر تک پہنچ جائے گی۔ یہ وہ پروجیکٹ ہے جس کے لیے بجٹ ریلیز ہوا ہے۔ کابینہ نے بھی اس منصوبے کی منظوری دے دی ہے۔ اس کا افتتاح بہت جلد ہو گا جو ہرات کے شہریوں کے لیے ایک اچھی خبر ہے۔ اس کے علاوہ شبر غان۔ اندخوئی کا 70 کلومیٹر ریلوے لائن ہے اس پر بھی رواں سال کام کا آغاز ہو جائے گا، یہ دو وہ منصوبے ہیں جس پر ہم اس سال اپنے قومی بجٹ سے کام کا آغاز کرنے جارہے ہیں۔

سوال: ریلوے لائن چونکہ سرحدی اضلاع میں ہے سوال یہ ہے کہ کس سرحد سے ریلوے لائن کے ذریعے زیادہ تجارت ہوتی ہے؟

جواب: زیادہ ریونیو دینے والا اور سب سے زیادہ نقل و حمل والی سرحد ہماری بلخ کی حیرتان سرحد ہے۔ افغان ریلوے لائن کے ذریعے سب سے زیادہ سامان تجارت کا نقل و حمل اسی سرحد سے ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا ریونیو بھی زیادہ ہے۔ یومیہ اوسطا 150 سے 200 بوگیاں سامان درآمد ہوتا ہے جس کا وزن 10 ہزار میٹرک ٹن سے 12 ہزار میٹرک ٹن تک ہوتا ہے روزانہ اس ریلوے لائن کے ذریعے درآمد ہوتی ہے۔

سوال: افغان ٹرانس پروجیکٹ کا روٹ تورخم سے خرلاچی کی جانب کیوں تبدیل کیا گیا؟

جواب: یہ فیصلہ سروے کے دوران ہی کیا گیا تھا مزار سے لوگر تک ایک ہی روٹ ہے اس پر سب متفق ہیں۔ لیکن لوگر سے پھر دو روٹ ماہرین کی نظر میں تھے ایک لوگر۔ تورخم اور دوسرا لوگر۔ خرلاچی [پکتیا]۔ پاکستان اور ازبکستان کا موقف یہ تھا کہ اس روٹ کو اختیار کیا جائے جو کم پڑتا ہو۔ اس لیے سروے میں یہ بات سامنے آئی کہ لوگر۔تورخم روٹ، لوگر۔ خرلاچی روٹ سے 100 کلومیٹر زیادہ ہے۔ اس لیے لوگر۔خرلاچی روٹ اختیار کیا گیا جس کا فاصلہ تورخم کے مقابلے میں 100 کلومیٹر کم تھا۔ اس منصوبے کا اہم مقصد بھی سامان تجارت کی ترسیل ہے اور اس کے لیے کم فاصلہ زیادہ مفید ہے جس سے سامان کی ترسیل میں وقت اور لاگت دونوں کی بچت ہوگی۔ روٹ کو فائنل کرنے کے لیے امارت اسلامیہ کی کابینہ نے ایک اعلیٰ سطحی وفد تشکیل دیا جس نے دونوں روٹس قریب سے دیکھے ان کا بھی موقف یہی تھا کہ لوگر۔ خرلاچی روٹ مفید ہے۔ اور پھر کابینہ نے بھی اسی روٹ کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان اور ازبکستان کی بھی یہی خواہش تھی اور ان شاء اللہ جب اس پر کام کا آغاز ہو گا تو یہی روٹ ہو گا۔

سوال: افغان ریلوے اتھارٹی کے تحت کتنے لوگوں کو روزگار مل رہا ہے؟

جواب: ایک ہمارے مستقل ملازمین وماہرین ہیں ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے دوسری جانب ریلوے کے تحت شروع ہونے والے مختلف پروجیکٹس، سامان کی نقل و حمل، زیر تعمیر ریلوے لائن میں کام کرنے والے افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یعنی ریلوے بھی بے روزگاری کی شرح کم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ صرف حیرتان سرحد کے ذریعے جو تجارت ہوتی ہے اس سے ہزاروں افراد کا روزگار جڑا ہوا ہے۔ ایک مرتبہ جب یہ سرحد کچھ مشکلات کی وجہ سے بند ہوا تھا تو اس کا اثر فورا بازار پر پڑا۔ اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئیں تھیں۔ ریلوے لائن افغانستان کی معیشت کے بہبود میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

سوال: شہریوں کی شکایت ہے کہ یہاں معیاری اسٹیشن نہیں ہیں اس حوالے سے ریلوے اتھارٹی کو کوئی منصوبہ ہے؟

جواب: ہماری ریلوے کی سہولیات خطے کے ممالک معیار کے مطابق ہے لیکن چونکہ یہ نیا ہے اس لیے جتنے تجربے کی ضرورت ہے شاید وہ ہمارے پاس نہ ہو لیکن اس کے باوجود اس مقصد کے حصول کے لیے ہم نے اپنے تیکنیکی ماہرین کے لیے ملک کے اندر اور ملک سے باہر کئی تربیتی کورسز کروائے ہیں تاکہ ہم خطے کے معیار کے مطابق اپنے ریلوے سہولیات کو اپ گریڈ کر سکیں۔

❊❊❊❊

انسانی حقوق ہر دور کی بہ نسبت زیادہ محفوظ ہیں۔

دوحہ؛ امریکی وفد سے مذاکرات کے بعد افغان وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی کی الجزیرہ سے گفتگو

ترتیب: مستنصر حجازی

سوال: بہت شکریہ کہ آپ نے ہماری دعوت قبول کرلی۔ دوحہ میں آپ کی سرگرمیوں کے حوالے سے کچھ کہنا چاہیں گے خصوصاً امریکی حکام کے ساتھ بات چیت کے حوالے سے۔

جواب: بسم اللہ الرحمان الرحیم، امریکی پندرہ رکنی وفد سے دو دنوں تک بات چیت ہوتی رہی۔ بہتر فضا میں مذاکرات اختتام پذیر ہوگئے۔ کافی سارے موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ دونوں فریقین کے درمیان اعتماد کی فضا قائم ہو۔ اس حوالے سے دونوں فریقین نے ایک دوسرے کے خدشات سنے۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ دوحہ معاہدے کی روح کے مطابق امریکہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ امریکی ڈرون طیارے ہماری فضا میں نہ اڑیں۔ بلیک لسٹ کا خاتمہ ہو، پابندیاں ختم ہوں، بینکنگ سسٹم پر پابندی کا خاتمہ ہو، افغانستان کے ساتھ مثبت تعلقات کو فروغ دیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے دوحہ معاہدے کے مطابق ان پر عائد ذمہ داریاں ادا کی ہیں۔ افغانستان کی سرزمین کسی ملک کی سالمیت کے خلاف استعمال نہیں ہوئی۔ بیرونی افواج کے انخلا کے وقت انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ امریکہ پر جو ذمہ داریاں عائد کی گئی تھیں انھیں بھی پورا کرنا چاہیے تاکہ مثبت فضا میں تعلقات آگے بڑھیں۔

سوال: امریکی حکام کے ساتھ بہتر فضا میں بات چیت کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس حوالے سے مثبت امر یہ ہے کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ مثبت تعلقات رکھنے کے خواہاں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم ایک درست سمت کی طرف جارہے ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی پالیسی یہی ہے کہ ہم دنیا کے ساتھ مثبت تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم افغانستان کو تجارتی سنگم اور معاشی مرکز کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ افغانستان مزید جنگوں کی آماجگاہ نہ ہو۔ افغانستان کی پالیسی معتدل بنیادوں پر ہے، ہم افغانستان کو مزید بین الاقوامی قوتوں کی منفی رقابتوں کے مرکز کے طور پر نہیں دیکھنا چاہتے۔ بلکہ یہاں مثبت انداز میں سرمایہ کاری اور مثبت پالیسیاں نافذ العمل ہوں۔ اس حوالے سے ہم خارجہ پالیسی بنانے میں کافی حد تک کامیاب ہوگئے ہیں۔ اب جب کہ امریکہ اور عالمی دنیا کی بھی یہی خواہش ہے کہ افغانستان میں امن و امان برقرار ہو، تو اب افغانستان میں مکمل طور پر امن و امان برقرار ہے۔ مزاحمتی گروہ ختم کردیے گئے ہیں۔ سیاسی طور پر استحکام ہے اس لیے یہ زریں موقع ہے کہ عالمی برادری افغانستان کے ساتھ مثبت تعلقات قائم کرے۔

سوال: قیدیوں کا مسئلہ نہایت اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے، امریکی حکام کے ساتھ مذاکرات میں یہ موضوع بھی زیر بحث رہا؟

جواب: افغان حکومت کے اپنے اصول و ضوابط ہیں۔ انہی اصول کے مطابق وہ پالیسیاں بناتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان اصولوں کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا تو اس کے خلاف قانونی کارروائی ہوگی۔ اگر کسی ملک کا کوئی شخص افغانستان میں قید ہے تو ہم ان ممالک کے ساتھ اس طور پر بات کرنے کے لیے تیار ہیں کہ افغان حکومت کے قوانین، اصول اور ضوابط کو بھی ٹھیس نہ پہنچے اور عالمی برادری کے ساتھ تعلقات پر بھی منفی اثر نہ ہو۔

سوال: قیدیوں کی رہائی کے معاملے میں دونوں فریق کی بات چیت کے حوالے سے آپ کے پاس مزید تفصیلات ہیں؟

جواب: قیدیوں کے معاملے میں تحقیقات کے لیے افغان حکومت کے مختلف ادارے اور ذرائع موجود ہیں۔ وہ مکمل تحقیقات کر رہی ہیں، مجھے امید ہے کہ مستقبل میں اس حوالے سے پیش رفت ہوگی۔

سوال: وقتاً فوقتاً افغان حکومت اور امریکی حکام کے درمیان مذاکرات اور بات چیت کا مطلب یہی ہے کہ درمیان میں کوئی میکنزم موجود ہے جو مختلف موضوعات پر بات چیت کے لیے راہ ہموار کرتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اس حوالے سے ہم کئی بار امریکی حکام کے ساتھ بات چیت کر چکے ہیں، درمیان میں مختلف ذرائع اور ایک واضح میکنزم موجود ہے۔ جس میں مختلف موضوعات پر بات چیت کی جاتی ہے اور ایک دوسرے کے خدشات سنے جاتے ہیں۔ حالیہ مذاکرات میں ہم نے ان مسائل پر گفتگو کی جو دونوں فریق کے لیے اہمیت کا باعث تھے۔ مثلاً بینکنگ سسٹم پر عائد پابندیاں ہٹانے، افغانوں کے منجمد اثاثے کھولنے پر بھی بات چیت کی گئی ۔ افغانستان کے مرکزی بینک کو امریکی بینکوں میں موجود افغانستان کے ذخائر تک رسائی دینے کے موضوعات پر بات چیت ہوئی۔ ہمارے مختلف مسائل کے حل کے لیے مختلف کمیٹیاں موجود ہیں۔ سیاسی کمیشن، سیکیورٹی کمیشن اور اقتصادی کمیشن۔ ان میں سے ہر کمیشن افغانستان کے مسائل کے حل کے لیے کام کرتا ہے۔ بات چیت اور مذاکرات کا یہ سلسلہ دونوں فریق کے درمیان اعتماد کی فضا پیدا کرنے کا باعث ہے۔ مجھے اس سلسلے کے نتائج سے مثبت امید ہے اور معاملات درست سمت کی طرف جا رہے ہیں۔

سوال: اپنی سرزمین کسی ملک کے خلاف استعمال نہ کرنے کے حوالے سے آپ کی حکومت نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو کیا اطمینان دلایا ہے؟

جواب: ہم نے دوحہ میں یہ معاہدہ کیا تھا کہ افغانستان کی سرزمین کسی دوسرے ملک کی سالمیت کے خلاف استعمال نہیں ہوگی۔ ہم اپنے اس معاہدے پر قائم ہیں۔ ہم کسی کو اپنی سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اب اس حوالے سے جن کے خدشات ہیں وہ اپنے خدشات ہمارے ساتھ شریک کریں۔ یہ بات قابل اطمینان ہے کہ پچھلے دو سالوں میں جب سے امارت اسلامیہ افغانستان نے حکومت سنبھالی ہے تب سے کسی ملک کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ یہی امر ہمارے معاہدے پر قائم رہنے کا ایک ثبوت ہے۔ دنیا کو اس پر مطمئن رہنا چاہیے کہ افغانستان اب مزید اس حالت سے نکل چکا ہے کہ اس کی سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال ہو۔

سوال: افغانستان میں انسانی حقوق کے حوالے سے بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ اس موضوع کے متعلق اقوام متحدہ کے ساتھ تعاون کے حوالے سے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: افغانستان میں کسی بھی دور کی بہ نسبت موجودہ دور میں انسانی حقوق سب سے زیادہ محفوظ ہیں۔ 15 اگست 2021 سے قبل روزانہ کی بنیاد پر درجنوں اموات ہوتی تھیں۔ راتوں کو چھاپے اور بمباری ہوتیں، پورے افغانستان میں خوف کی فضا تھی۔ ماؤں کے جگر گوشے قتل کیے جاتے، بچے یتیم ہوتے۔ اب تو پورے افغانستان میں کوئی سکیورٹی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ محرم الحرام میں ماضی میں حالات کشیدہ ہوتے، بہت خون بہتا۔ مگر اس سال ایک قطرہ نہیں بہا۔ یہی انسانی حقوق کی حفاظت ہے۔ اب کوئی بھی افغانستان میں کسی کو بلاوجہ قید نہیں کر سکتا۔ ماورائے عدالت کوئی قتل نہیں کرتا۔ ہر شخص کو اس کا حق اس کے دہلیز پر پہنچایا جاتا ہے۔ گزشتہ انتظامیہ کے لوگ ہوں یا عام عوام اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ امیر المؤمنین حفظہ اللہ نے فرمان جاری کیے کہ کوئی بھی خواتین کے حقوق غصب نہیں کر سکتا، ان سے کوئی جبری نکاح نہیں کر سکتا، نہ انھیں میراث سے لاتعلق کر سکتا ہے۔ اس نوع کے کئی دیگر اقدامات ہیں جو انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے اٹھائے گئے۔ پرائیوٹ جیلیں نہیں ہیں اور نہ ہی ریاست کے باغی موجود ہیں۔ افغانستان کے 34 صوبوں اور چار سو اضلاع میں عدالتیں موجود ہیں۔ ان عدالتوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مردوں، خواتین اور بچوں اور بڑوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔

سوال: خواتین کے کام کے حوالے مسلسل آپ کی حکومت پر تنقید کی جا رہی ہے، یہ بتائیے کہ خواتین کی صورت حال کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پروپیگنڈا ہے جو ہمارے مخالفین ہمارے خلاف چلاتے ہیں اور ہماری غلط تصویر کشی کرتے ہیں یا پھر سازشی عناصر ایسے مہم چلاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے دو سالوں کے دوران آٹھ ہزار خواتین کو چھوٹے بڑے کاروبار کے لیے لائسنس جاری کیے گئے ہیں۔ جہاں وہ چھوٹے چھوٹے کاروبار اور دستکاری کر کے گھریلو ضروریات پوری کرتی ہیں۔ افغانستان میں صرف وزارت تعلیم میں 92 ہزار خواتین کو تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔

وزارت صحت میں 14 ہزار خواتین کام کرتی ہیں۔ ان بیواؤں کو جن کے شوہر پچھلے دو عشروں میں جنگوں کے دوران مارے گئے ہوں وہ چاہے سابقہ انتظامیہ کے ملازمین ہوں یا عام عوام، 80 ہزار بیواؤں کو ان کے گھروں میں ماہانہ وظائف ملتے

ہیں۔ ساڑھے تین لاکھ یتیموں اور ایک لاکھ نوے ہزار معذور افراد کو وظائف دیے جا رہے ہیں۔ یہ تعاون ان گھرانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جن کے گھروں میں کفالت کے لیے کوئی سرپرست نہیں ہے۔ 93 ہزار منشیات کے عادی افراد کا نہ صرف علاج و معالجہ جاری ہے بلکہ صنعت و حرفت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور یہ سلسلہ مزید وسیع کر رہے ہیں۔ یہی انسانی حقوق ہیں اور یہی غریبوں و ناداروں کے ساتھ تعاون ہے۔

سوال: افغانستان کی معاشی حالت کافی خراب ہے اور یہ پابندیوں کا سامنا کر رہا ہے، معاشی حالت کی بہتری اور عالمی برادری کے ساتھ تعلقات بنانے کے لیے آپ کی حکومت نے کیا کیا ہے اور مستقبل میں کیا کرنے جا رہی ہے؟

جواب: پچھلے دو عشروں میں اربوں ڈالر افغانستان آئے۔ لیکن افغانستان میں کوئی معیاری ہسپتال نہیں بن سکا اور نہ کوئی معیاری فیکٹری اور کارخانہ بن سکا۔ مفاد عامہ کا کوئی بھی کام نہیں ہوا۔ اس لیے جب سابقہ انتظامیہ ختم ہوئی تو اس کا کوئی بڑا اقتصادی پروگرام بھی نہیں تھا۔ اس کے برعکس جب امارت اسلامیہ افغانستان نے اقتدار سنبھال لیا تب سے ملک میں بڑے بڑے معاشی منصوبے جاری ہیں۔ بڑی شاہراہوں پر تعمیری کام جاری ہے۔ افغانستان کی کرنسی مستحکم ہوگئی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ عالمی سطح پر دنیا کے نو مستحکم کرنسیوں کی فہرست میں افغانی بھی شامل تھی۔ آپ نے ورلڈ بینک کی رپورٹ پڑھی ہو گی جس میں ہے کہ افغانستان میں مہنگائی میں کمی آئی ہے، اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں کنٹرول ہیں۔ افغانی نہ صرف مستحکم ہے بلکہ اس نے ترقی کی ہے۔ افغانستان میں تجارتی سرگرمیاں وسیع ہوگئی ہیں۔ ماضی میں چند لوگ ہی تجارت کرتے تھے۔ سب سے بڑا کام یہ ہوا ہے کہ سابقہ انتظامیہ کے پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات خراب تھے، جب کہ آج تمام پڑوسی ممالک کے ساتھ نہ صرف تعلقات بہتر ہیں بلکہ تمام ممالک کے ساتھ سرحدات بھی کھلے ہیں۔ برآمدات اور درآمدات کا سلسلہ بھرپور طریقے سے جاری ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ پڑھی ہوگی، جس میں لکھا گیا تھا کہ افغانستان میں بدعنوانی کے خاتمے میں 24 درجے بہتری آئی ہے۔ کافی حد تک بدعنوانی کا خاتمہ ہوا ہے۔ بدعنوانی اور کرپشن کا معاشی حالت پر کافی منفی اثر پڑتا تھا، اب اس کا راستہ روک دیا گیا ہے۔ لہذا ہماری معاشی حالت درست سمت کی طرف جا رہی ہے۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ پچھلے بیس سالوں میں پہلی مرتبہ پچھلے سال افغانستان کا بجٹ مکمل طور پر ملکی آمدنی سے پورا کیا گیا۔ حالاں کہ ماضی میں ستر فی صد بجٹ کا حصہ بیرون سے آتا تھا۔ درآمدات اور برآمدات کی شرح میں ماضی کی بہ نسبت اضافہ ہوا ہے۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ تمام حقائق ہیں جو موجود ہیں۔ ہم نے حال ہی میں بہت سے بے روزگار نوجوانوں کو کام اور روزگار کے مواقع دیے۔ ہماری حکومت دس لاکھ ملازمین کو تنخواہیں دیتی ہے۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق تمام ملازمین کو وقت پر تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

> پچھلے دو عشروں میں جب کہ افغانستان میں جارح افواج موجود تھیں یہاں کچھ سازشی عناصر تھے جو جھوٹ اور پروپیگنڈوں کی بنیاد پر فرضی کہانیاں گڑھ کر بیرونی افواج کو فروخت کرتے تھے۔ یہ کہہ کر کہ فلاں جگہ القاعدہ، طالبان اور مجاہدین ہیں۔ اس کے بعد مساجد، مدارس، کلینک و ہسپتال اور عوامی مقامات پر بمباریاں کرواتے۔

سوال: یہ سب آپ کی حکومت کے چین کے ساتھ بہتر تعلقات کی نشان دہی کرتے ہیں مگر مغرب کے ساتھ تعلقات خراب کیوں ہیں؟

جواب: دراصل بات یہ ہے کہ تجارت اور معاشی سرگرمیاں پڑوسی ممالک کے ساتھ زیادہ ہوتی ہیں، کیوں کہ اس میں خرچ اور مصارف کم ہوتے ہیں۔ ہمارے معاشی تعلقات ازبکستان، قازقستان اور کرغزستان کے ساتھ بہت مستحکم ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہمارا سو سے زائد افراد پر مشتمل ایک اقتصادی وفد جس میں تاجر اور دیگر سرکاری حکام شریک تھے ایک نمائش میں شرکت کے لیے کرغزستان گیا ہے۔ اسی کے ساتھ ترکمانستان، ایران، پاکستان اور چین کے ساتھ ہمارے تعلقات وسیع ہوگئے ہیں۔ کیوں کہ وہ ہمیں قریب پڑتے ہیں۔ ان کے ساتھ درآمدات و برآمدات آسانی کے ساتھ کیے جاسکتے ہیں۔ مغربی ممالک چوں کہ دور ہیں اس لیے معاشی روابط قریبی ممالک کی بہ نسبت کمزور ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ذمہ داریاں ان پر بھی عائد ہوتی ہیں۔ قریبی

ممالک نے افغانستان میں سفارت خانے کھول لیے ہیں، وقتاً فوقتاً تجارتی وفود بھیجتے رہتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ افغانستان کے ساتھ معاشی تعلقات قائم ہوں۔ امریکہ سمیت تمام مغربی ممالک افغانستان کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہے ہیں۔ وہ بسا اوقات پروپیگنڈوں سے بھی متاثر ہوتے ہیں اور پھر اسی تاثر میں اپنی پالیسیاں ترتیب دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مغربی ممالک کے ساتھ معاشی تعلقات رکھنا ہماری خواہش ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مغربی ممالک کے ساتھ بھی درآمدات وبرآمدات کا سلسلہ ہو۔ افغانستان تمام ممالک کے تجارتی اموال کے لیے ایک بہترین مارکیٹ ہے۔ جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا کے درمیان تجارتی سامان کا سب سے آسان راستہ ہے۔ افغانستان کا استحکام پورے خطے میں استحکام کا سنگ بنیاد ہو سکتا ہے۔ لہٰذا خطے کے ممالک کے ساتھ ہمارے بہتر تجارتی تعلقات قائم ہیں اور کوشش ہوگی کہ مغربی ممالک کے ساتھ بھی اسی نوعیت کے تعلقات قائم ہوں۔

سوال: پڑوسی ممالک کے ساتھ افغانستان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں، خصوصا ایران کے ساتھ تعلقات خراب ہیں، اس حوالے سے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: ایران کے ساتھ ہمارے بہتر تعلقات قائم ہیں۔ کابل میں ایران کا سفارت خانہ اور صوبوں میں قونصلیٹس موجود ہیں۔ ایران میں بھی افغانستان کا سفارت خانہ موجود ہے۔ وقتاً فوقتاً دونوں ممالک کے درمیان وفود کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ اب تک ایسا کوئی مسئلہ سامنے نہیں آیا جسے ہم نے بات چیت کے ذریعے حل نہ کیا ہو۔ پانی کا مسئلہ البتہ الگ ہے۔ پورے خطے میں خشک سالی ہے۔ جس کی وجہ سے پورے خطے اور افغانستان میں پانی کی کمی کا مسئلہ ہے۔ بارشیں نہیں ہیں۔ پانی کا یہ مسئلہ خود ایران بھی دیکھ رہا ہے۔ کیوں کہ ایران بھی خشک سالی کا شکار ہے۔ اگر بارشیں ہو گئیں تو امید ہے یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

سوال: متقی صاحب! آپ نے شروع میں ذکر کیا کہ افغان سرزمین سے امریکہ پر کوئی حملہ نہیں ہوگا اس حوالے سے کچھ مزید تفصیلات بتا دیجیے۔

جواب: بات یہ ہے کہ پچھلے دو عشروں میں جب کہ افغانستان میں جارح افواج موجود تھیں یہاں کچھ سازشی عناصر تھے جو جھوٹ اور پروپیگنڈوں کی بنیاد پر فرضی کہانیاں گڑھ کر بیرونی افواج کو فروخت کرتے تھے۔ یہ کہہ کر کہ فلاں جگہ القاعدہ، طالبان اور مجاہدین ہیں۔ اس کے بعد مساجد، مدارس، کلینک و ہسپتال اور عوامی مقامات پر بمباریاں کرواتے۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ اب بھی خطے میں اسی نوعیت کے سازشی نیٹ ورکس موجود ہیں جو جھوٹ گڑھ کر عالمی قوتوں کو فروخت کرتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ کچھ قوتیں انہی جھوٹی خبروں اور پروپیگنڈوں پر اعتماد کر کے فیصلے کرتی ہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ افغانستان میں القاعدہ اور عسکریت پسند تنظیمیں موجود ہیں۔ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ معلومات کن ذرائع سے لی گئی ہیں؟ ان کے پاس کون سے شواہد موجود ہیں؟ اگر واقعی شواہد موجود ہیں تو وہ ہمارے ساتھ شریک کیوں نہیں کیے جاتے؟ ہماری افغانستان میں حکومت ہے ہم کیوں یہ سب نہیں دیکھ رہے؟ یہ سب معلومات انہی سازشی عناصر اور ہماری حکومت کے خلاف ذہنیت بنانے والے مافیاز کے ہیں جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال: عالمی برادری کے ساتھ اعتماد کی فضا میں رکاوٹ کے لیے کہا جاتا ہے کہ افغان حکومت عالمی تنظیموں کے امدادی سامان میں مداخلت کرتی ہے۔ اس حوالے سے کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: یہ افغان حکومت اور عالمی تنظیموں پر بہت بڑا الزام ہے۔ یہ امدادی سامان عالمی تنظیموں کے پاس آتا ہے اور وہی تقسیم کرتے ہیں۔ تقسیم کے معاملے میں ان کی شفافیت کا ایک مخصوص میکنزم ہے۔ گذشتہ دو سالوں کے دوران امارت اسلامیہ نے انسانی امداد میں کسی طرح کی کوئی مداخلت نہیں کی۔ نہ اس کا کوئی ثبوت ہے اور نہ کسی تنظیم نے آج تک اس کی شکایت کی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ یوکرین اور سوڈان کے جنگوں اور موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے انسانی امداد دیگر ممالک میں منتقل ہو رہی ہے۔ کچھ ممالک افغانستان کے ساتھ انسانی امداد کم یا ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس سے قبل ماحول بنانے کے لیے افغان حکومت یا امارت اسلامیہ کو مورد الزام ٹھہرا دیتے ہیں۔ حقیقت میں مداخلت کی ایسی کوئی شکایت نہیں ہے۔ جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا کہ جب ہم اپنے محدود وسائل میں سے ان غریبوں اور ناداروں کو امداد دیتے ہیں تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ عالمی تنظیموں کے انسانی امداد کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انسانی امداد میں مزید اضافہ ہو اور شفاف طریقے سے مستحق غریبوں تک پہنچایا جائے۔ اس حوالے سے مداخلت کے الزامات میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

سوال: محترم امیر خان متقی ہمیں وقت دینے کا بہت شکریہ۔

●●●

افغانستان میں معاشی پیش رفت امارت اسلامیہ کی مدبرانہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔

صدارتی محل ارگ میں مختلف صوبوں کے نمائندوں سے وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی کا خطاب

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات/13)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

صوبہ خوست اور صوبہ بغلان کے نہایت معزز زعما اور علمائے کرام!

سب سے پہلے آپ سب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم آپ کی آمد پر بھی اور آپ کے ساتھ ملاقات اور یہاں مل بیٹھنے پر بھی مسرت محسوس کرتے ہیں۔ ہم اس پر بھی بے حد مسرت محسوس کر رہے ہیں کہ ہم سب نہ صرف ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھا رہے ہیں بلکہ ایک ہی اسٹیج پر گفتگو بھی کر رہے ہیں اور ٹھنڈے دل سے ایک دوسرے کو سن بھی رہے ہیں۔ یہ ایک بہترین موقع ہے۔ ہم اس بات پر بھی خوش ہیں کہ آپ میں سے جو لوگ صبح خوست اور بغلان سے یہاں کابل آئے تو راستے میں نہ کسی نے چیک پوسٹ پر آپ کو بلاوجہ تنگ کیا گیا ہوگا اور نہ کسی دوسری پریشانی کا سامنا کرنا ہوگا۔ امن و امان کی یہ فضا اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ کو وہ وقت بھی یاد ہوگا کہ جب خوست کے کچھ زعما اپنی مشکلات کے حل کے لیے ایک قافلے کی صورت میں جا رہے تھے اور ان کے قافلے پر بمباری کی گئی۔ جس سے وہ لوگ شہید ہوگئے۔ ایک وہ وقت بھی تھا جب آپ کو سرکاری حکام کے ہاں اس بات کی یقین دہانی حاصل کرنے کے لیے جاتے تھے کہ ہمارے گھروں پر چھاپے نہ مارے جائیں۔ ہمارے بزرگ اور جوان گرفتار کیے گئے ہیں انہیں رہا کیے جائیں۔ مسلح افراد لوگوں کی عزتوں سے کھیلتے تھے۔ اس ناپاک سلسلے کو روکنے کے لیے منتیں کی جاتی تھیں۔ آج الحمد اللہ ان مطالبات کی جگہ سڑک تعمیر کرنے، کلینک بنانے، اسکول اور مدرسہ بنانے کے مطالبات ہیں۔ شہر تعمیر کرنے اور اسے وسیع کرنے اور ٹیکس معاف کرنے کے مطالبات ہیں۔ ان حالات کا اگر ماضی سے موازنہ کیا جائے تو بہت بڑی تبدیلی محسوس ہوگی۔ آج یہاں اسٹیج پر آپ لوگ جو مطالبات کر رہے تھے اس سے مجھے امید پیدا ہوگئی کہ ہمارے اسٹیج سے وہ مطالبات کیے جا رہے ہیں جو ترقی یافتہ ممالک میں کیے جاتے ہیں۔ یہاں بجلی، گیس، صاف پانی اور روڈ کی تعمیر کے مطالبات کیے گئے۔ اللہ تعالی ہمیں توفیق نصیب فرمائے کہ آپ کی یہ تمنائیں بھی پوری ہوں۔

دوسری بات یہ کہ اہل وطن کی سہولت کی خاطر اضلاع کے سیکرٹریٹ، پولیس ہیڈ کوارٹرز اور دیگر سرکاری محکمے فعال ہیں۔ لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لیے ہر ضلع میں عدالتی سسٹم فعال ہے۔ ان تمام سرکاری اداروں کی موجودگی کے علاوہ علما اور بزرگ حضرات پر مشتمل شوری بھی موجود ہیں، تاکہ اگر کسی کو عدالت تک رسائی نہ ہو تو اس راستے سے وہ اپنا مسئلہ حکام تک پہنچائے۔ لہذا یہ اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان ہے کہ عام لوگوں کے مسائل حکام تک بہت جلد اور نہایت آسانی کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں۔ آج اس اسٹیج پر علمائے کرام، دانشور اور بزرگ حضرات اپنے مسائل جس اطمینان کے ساتھ بیان کرتے جاتے تھے یہی سب سے بڑی خوشی و مسرت کی بات ہے۔ کیوں کہ شکوہ ذمہ دار سے ہی کیا جاتا ہے۔ مطالبہ انہی سے کیا جاتا ہے جس سے مطالبہ پورا ہونے کی امید ہو۔ مقام شکر ہے کہ ہماری ایک دوسرے سے امیدیں وابستہ ہیں۔ ہماری بھرپور کوشش ہے جس طرح ہم نے

خارجہ پالیسی کو بہ ایں معنی معتدل خطوط پر استوار کی ہے کہ ہم افغانستان کو مزید بیرونی طاقتوں کے لیے زور آزمائی کے میدان کے طور پر نہیں بنائیں گے۔ دنیا کے ساتھ مثبت اور سیاسی و معاشی تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ بلاوجہ ایک ملک کی مخالفت اور دوسرے کی حمایت کی پالیسی نہیں اپنانا چاہتے۔ افغانستان کے عوام نے گذشتہ 45 سالوں سے بہت تکلیف کی زندگی گزاری ہے۔ یہ اب مزید تکالیف کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ ہماری خواہش ہے کہ افغانستان معاشی و تجارتی مرکز کے طور پر تبدیل ہو۔ یہ خطے کے ممالک کے لیے پل کا کردار ادا کرے۔ افغانستان کا مسئلہ محض زبانی جمع خرچ کے ذریعے حل نہیں کیا جاسکتا، نہ ہی افغانستان کے کسی ایک صوبے یا دور افتادہ کسی گاؤں کا مسئلہ حل کرنے سے افغانستان کا مسئلہ حل ہوتا ہے۔ یہاں اقتصادی تبدیلی لانا ہی بہت اہم ہے۔ بے روزگاروں کو روزگار کے مواقع ملے۔ سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کرنے کے لیے مواقع فراہم ہو۔ کارخانے اور فیکٹریاں بن جائے۔ زراعت جدید خطوط پر استوار ہو تاکہ لوگوں کو روزگار فراہم ہو۔ اسی کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مسائل خود بخود حل ہوتے جائیں گے۔ اس سلسلے میں آپ جن تبدیلیوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں یہ آپ کی قیادت کی مدبرانہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ آج افغانستان ہی کے راستے سے جنوبی اور وسطی ایشیائی ممالک کے لیے ہزاروں گاڑیاں آتی جاتی ہیں یہ ہمارے ہی لوگوں کے لیے روزگار کا ذریعہ ہے۔ آپ نے دیکھا کل ہی افغانستان پاکستان اور ازبکستان کے درمیان ریلوے لائن کا معاہدہ طے پایا۔ یہ ریلوے ازبکستان سرخان دریان سے مزار شریف، مزار شریف سے کابل، کابل سے پکتیا بہ راستہ خرلاچی پاکستان جائے گا۔ اسی طریقے سے ہماری اقتصادی حالت بہتر ہو کر ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوں گے۔ اگر معاشی بہتری کا یہی سفر جاری رہا تو ہم ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے تاک میں نہیں ہوں گے۔ اس حوالے سے یہ معاہدہ ایک بہت بڑی معاشی پیش رفت ہے۔

کرنسی کے حوالے سے بھی آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دنیا کے بہت سے دیگر ممالک کی کرنسی ڈالر کے مقابلے میں مسلسل نیچے جا رہی ہے مگر افغانستان کی کرنسی نہ صرف مستحکم ہے بلکہ پہلے کی بہ نسبت اوپر گئی ہے۔ ڈیڑھ سال قبل ڈالر کی قیمت 130 افغانی تھی جب کہ آج اس کی قیمت 75 افغانی ہے۔ نرخوں میں بھی استحکام ہے۔ آج افغانستان کے تاجر درآمدات و برآمدات میں نقصان سے محفوظ ہیں۔ اس کی وجہ اندرون ملک نرخوں میں استحکام ہے۔ تجارتی حوالے سے یہی بڑی پیش رفت ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ملک بھر میں صرف افغانستان کی کرنسی ہی رائج ہو۔ چوں کہ افغانستان کے اندر بیرون ممالک کی کرنسی کا استعمال ہماری آزادی و حریت کا مسئلہ ہے اس لیے اس کے استعمال پر رفتہ رفتہ پابندی عائد کی جارہی ہے۔ اگر پورے ملک میں افغانی ہی رائج سکہ بن گیا تو یہ بھی معاشی بہتری کی طرف ایک قدم ہے۔

اس کے علاوہ ہماری کوشش ہے کہ طورخم، خرلاچی، غلام خان، انگور اڈا، بولدک اور شمولزئی کے راستوں کے ذریعے نہ صرف آمد و رفت زیادہ ہو بلکہ تجارت اور ٹرانزٹ میں بھی اضافہ ہو۔ سب سے زیادہ اچھی اور امید افزا بات یہ ہے کہ پچھلے ایک سال کے دوران پڑوسی ممالک کے ساتھ ہمارے راستے بند نہیں ہوئے۔ اگر کسی حادثے کے سبب ایک آدھ دن کے لیے راستہ بند کرنا پڑا تو اسے جلد کھول دیا گیا ہے۔ اس سے نہ زمین دار کو نقصان پہنچا ہے اور نہ ہی تاجر اور ان کے تجارتی مال کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔ یہی اہم پیش رفت ہے۔ میں نے ذکر کیا کہ جس طرح ہم ایک متوازن خارجہ پالیسی اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں اسی طرح اندرون ملک بھی ایک متوازن معاشی پالیسی اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری پالیسیاں کسی ایک صوبے یا دار الحکومت کی ترقی کے لیے نہیں ہیں، جس سے دیگر صوبے پس ماندہ رہ جائے۔ ملک کے تمام صوبوں کے تمام اضلاع پر یکساں توجہ دی جارہی ہے۔ لیکن یہ سب ایک بہتر معاشی صورت حال ہی میں ممکن ہے۔ بیرون ممالک کی جانب سے اب نہ پہلے کی طرح امداد دی جارہی ہے اور نہ ماضی کی طرح ڈالروں کی عنایتیں ہیں۔ اب ترقی کے لیے جو کچھ کیا جائے گا اپنے ملک اور اپنے عوام کے ٹیکس اور بجٹ ہی کے ذریعے کیا جائے گا۔ ہم اس بات پر بجا طور پر فخر کر رہے ہیں کہ پچھلے دو سالوں میں پہلی بار افغانستان کا بجٹ اپنے ملک کی آمدنی سے تیار کیا گیا۔

آپ کے تمام مطالبات سر آنکھوں پر، مگر اپنی بساط کے مطابق آپ کے مطالبات ترجیحی بنیادوں پر پورے کیے جائیں گے۔ یہ دو باتیں بنیادی طور پر باہم متضاد ہیں۔ کہ ہمیں سڑک بھی پکی کر کے دیں، کلینک، ہسپتال اور ایئرپورٹ بھی بنا کر دیں، مگر کوئی ٹیکس بھی نہ لیا جائے۔ اگر یہ ٹیکس وغیرہ نہیں لیا جائے گا تو اپنے شہریوں کے لیے خدمات کس طرح مہیا کریں گے؟ یہ سب چیزیں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ ریاستی امور کی بہتر انجام دہی کے لیے ضروری ہے کہ تاجر، کارخانہ، فیکٹری اور کانوں سے ٹیکس لے کر شہریوں کی

بنیادی ضروریات پوری کر دی جائے۔ مثلاً صحت کی بنیادی ضروریات کے لیے سو تندرست لوگوں میں سے ایک ایک افغانی جمع کر کے ایک بیمار کے علاج پر خرچ کیا جائے گا۔ اسی طرح ہزاروں گاڑیوں سے سو سو روپے لے کر انھیں پکی سڑک دی جائے گی۔ بد قسمتی سے پچھلے دو عشروں میں یہاں پچاس ترقی یافتہ ممالک کی موجودگی اور اربوں ڈالر کی ریل پیل میں ایک معیاری ہسپتال نہیں بن سکا۔ ایک معیاری سڑک نہیں بن سکی۔ صرف ان سڑکوں پر توجہ دی جاتی تھی جن پر جنگی ساز و سامان لے جاتا تھا۔ پورے افغانستان میں ایک سرکاری ادارہ نہیں بن سکا۔ لہٰذا معاشی ترقی کے لیے وقت، مواقع، انفراسٹرکچر، ترتیب و نظام اور بین الاقوامی برادری کے ساتھ تعلقات کی ضرورت ہے۔ یہ ساری چیزیں باہم دیگر مربوط ہیں۔ اگر آپ ایک فیکٹری بناتے ہیں تو اس کے لیے مشینیں باہر ہی سے منگوائی جائیں گی۔ اتنے ترقی یافتہ تو ہم نہیں ہیں کہ مشینوں کی ضرورت بھی پوری کر لیں۔ فیکٹری کو تکنیکی ماہرین کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا جس طرح بہتر معیشت ہماری ضرورت ہے اسی طرح بہتر اور معیاری تعلیم بھی ہماری ضرورت ہے۔ اچھے قابل اور ہنر مند افراد کو بھی ہماری ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور سب سے بڑھ کر مشکل وقت میں صبر و تحمل اور برداشت کی ضرورت ہے۔ جب افغانستان میں امن و امان قائم ہوا تو یہ خود بخود ترقی کرے گا۔ آج آپ لوگ خوست اور بغلان سے آئے ہیں تو یہی ایک فکر لے کر آئے ہیں اور وہ ملکی ترقی و خوشحالی کی فکر ہے۔ یہی فکر آپ کی قیادت کے اندر بھی ہے اور یہی فکر آپ کی ترقی کا ضامن ہے۔ ہماری حکومت کے دو سال بھی پورے نہیں ہوئے ہیں مگر ہماری معاشی حالت بہت سے پڑوسی ممالک سے بہتر ہے۔ ہمارے ملک میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں ان سے بہتر ہیں۔ تیل، گندم اور گیس کی قیمتیں ان ممالک کی قیمتوں سے بہتر حالت میں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ پچھلے عرصے افغانستان دنیا کے ان ممالک کی فہرست میں شمار کیا جانے لگا جن میں قیمتیں سب سے کم ہیں۔ دو سالوں میں ورلڈ بینک نے دو مرتبہ اس بات کا اعتراف کیا کہ افغانستان کی معیشت بہتر حالت میں ہے۔ ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل نے بد عنوانی کے خلاف جدوجہد میں افغان حکومت کی ترقی کا اعتراف کیا۔ بین الاقوامی برادری نے یہ بات بھی تسلیم کر لی کہ افغانستان میں منشیات کے روک تھام میں افغان حکومت کامیاب ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں منشیات کے عادی افراد کے علاج و معالجہ جاری ہے۔ ابھی چند دنوں قبل برطانیہ کے دفاعی کمیٹی کے سربراہ نے مطالبہ کیا کہ افغانستان کے ساتھ تعلقات بحال کر کے وہاں سفارت خانہ کھولنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں مثبت تبدیلیاں آئی ہیں۔ امریکی صدر نے بھی اعلان کیا کہ افغانستان اب مزید خطرہ نہیں رہا۔ ان حقائق کا باقاعدہ انہوں نے اعتراف کیا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہمارا مستقبل روشن ہے۔ مجاہدین کے خوراک، علاج و معالجہ، کپڑے اور جنگی ساز و سامان سمیت تمام ضروریات آپ ہی پورے کرتے تھے۔ یہ نظام آپ کی اس قربانی اور فداکاری کبھی نہیں بھولے گی۔ دنیا حیران ہے کہ مجاہدین کامیاب کیسے ہوئے؟ انہیں اس راز کا علم ہی نہیں ہے کہ افغان عوام نے مجاہدین کے لیے دل کھول کر وہ قربانیاں دیں جو تاریخ میں کم ہی قوموں نے دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مستقبل میں ہماری آپس کی محبت والفت کو مزید مضبوط و مستحکم کرے۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و احسان ہے کہ اس نظام میں نہ قومیت اور نہ علاقائیت کی تعصب ہے۔ یہاں بھی وہی شخص سب سے زیادہ قابل قدر ہے جو اس ملک اور اس کے وسائل اور بیت المال کے ساتھ مخلص ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی شخص قابل قدر ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ آج ہم ایسی حالت میں سانس لے رہے ہیں جب ہماری سرحدات اور بیت المال محفوظ ہے۔ نظام دن بہ دن بہتری کی طرف گامزن ہے۔ حکومت اور عوام کے درمیان فاصلے گھٹ گئے ہیں۔ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کر سکتا اور نہ کسی کو کسی پر امتیازی برتری حاصل ہے۔ جو خوراک اور کپڑے آپ کے ہوتے ہیں وہی خوراک اور وہی کپڑے وزیر اعظم سے لے کر عام وزیر اور فوجی اہلکار تک کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان محبت والفت کا یہ رشتہ مزید مضبوط بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قدم کے بدلے بہترین اجر نصیب فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین۔

•••

اسلامی نظام اور خلافت کی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار لشکر کے سالار اعلیٰ،

عصر حاضر میں جہاد و مقاومت کے عبقری مجدد

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاھد

﴿رحمہ اللہ﴾

کی روپوشی کے بعد حیات کے شب و روز، امریکہ کے خلاف جہاد کی سرپرستی اور امارت اسلامیہ کی تشکیل نو کا طریقہ کار

قاری عبدالستار سعید

زیر نظر طویل مضمون دراصل امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی سوانح پر مشتمل پہلی مستند کتاب عمر ثالث کا ایک باب ہے جس میں امیر المؤمنین کی زندگی کے روپوشی کے ایام سے وفات تک کے حصے کا تذکرہ ہے۔ اس دوران ان کی شب و روز مصروفیات کیا رہیں؟ امارت اسلامیہ کی سرپرستی اور تشکیل نو کے لیے ان کا طریقہ کار کیا رہا؟ وفات کیسے ہوئی؟ اہل خانہ اور امارت اسلامیہ کے معدودے چند رہنماؤں میں سے کن کن کو ان کے وفات کی خبر دی گئی۔

ماہنامہ شریعت اپنے زیر نظر اگست کے شمارے میں 15 اگست یوم فتح کی مناسبت سے امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی مبارک حیات کے اس حصے کی معلومات آپ کی خدمت پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

یہ کتاب امارت اسلامیہ کی جانب سے ان کے حالات زندگی پر شائع کی گئی ہے جس میں تمام معلومات ان کے قریبی ساتھیوں اور اہل خانہ سے براہ راست لیے گئے ہیں جو زندگی کے ان واقعات میں ان کے ہمراہ اور شریک سفر تھے۔ مکمل کتاب کے اردو ترجمے پر کام جاری ہے جو عنقریب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

امریکی جارحیت کے آغاز سے ہی امیر المومنین رحمہ اللہ کا خیال تھا کہ اگر بالفرض براہ راست جنگ میں طالبان شکست کھا جائیں تو امریکی جارحیت پسندوں کے خلاف بھی سوویت یونین کی طرح گوریلا جنگ شروع کی جائے گی، تاکہ امریکا ایک طویل جنگ میں گر گر تھک ہار کر شکست کھا جائے۔

جارحیت کے آغاز سے چند دن قبل 27 ستمبر 2001 کو امیر المومنین مرحوم نے ریڈیو صدائے شریعت پر ایک طویل خطاب کیا۔ اس خطاب میں ایک جگہ فرمایا: "اے امریکا اور اس کے حامیو! تم کتنے خام خیال لوگ ہو۔ طالبان کی حکومت کوئی ایسی حکومت تو نہیں جس طرح ظاہر شاہ کی تھی، ظاہر شاہ روم کے دورے پر گیا تو پیچھے سے عسکری نظام نے بغاوت کر دی۔ اس کی ساری فوج نے نئے نظام کو تسلیم کر لیا اور ہتھیار ڈال دیے۔ طالبان کا نظام تو منظم جہادی گروپوں پر مشتمل ہے۔ منظم محاذ ہیں۔ بظاہر چلو یہ نظام سقوط کر جائے، لیکن یہ محاذ پھر سے دیہی علاقوں اور پہاڑوں کی طرف عقب نشینی کر کے پھر سے منظم ہو جائیں۔ پھر تمھاری کیا حالت ہو گی۔ پھر وہی کمیونسٹوں کی حکومت والے حالات ہوں گے۔ پھر تم کیسے حکومت کر سکو گے؟ تمھاری فوج کون سی ہو گی؟ اگر تمھاری طرف سے امریکی لڑیں گے تو کمیونسٹوں کے ساتھ روسی فوج تھی پھر وہ کہاں چلے گئے؟ تم کیسے اپنا دفاع کر سکو گے؟ اب بھی خوب سوچ لو، خود کو تباہ نہ کرو، خود کو غرق نہ کرو، یہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ افغانستان مسلمانوں کا ٹھکانہ ہے۔ اس پر اللہ کی خاص نظر ہے۔"

امیر المومنین رحمہ اللہ کے اس خطاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان معاصر سیاسی رہنماؤں کی طرح ایسے شخص نہیں تھے کہ حکومت کے خاتمے کے بعد میدان

چھوڑ کر کسی اور ملک میں سیاسی پناہ لے لیں گے۔ اسی طرح اس جانب بھی اشارہ تھا کہ امریکی یہ نہ سوچیں کہ طالبان کی حکومت کے خاتمے اور بڑے شہروں پر ان کے قبضے سے سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ بلکہ طالبان شہروں سے عقب نشینی کر کے دیہی علاقوں اور پہاڑوں پر چلے جائیں گے اور پھر پہاڑوں سے بیرونی جارحیت پسندوں اور ان کے مقامی ہمنواؤں کے خلاف ناقابل شکست مزاحمت کا آغاز کریں گے۔

قندہار شہر پر قبضے کے بعد امریکا کا خیال تھا کہ اب افغانستان کا قضیہ نمٹ چکا ہے اور جنگ ختم ہو چکی ہے۔ اسی لیے تو امریکی وزیر دفاع ڈونلڈ رمز فیلڈ نے اپنے پہلے دورہ افغانستان میں اپنے فوجی آپریشن کی کامیابی کا اعلان کر دیا۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ انہیں استعمار کے قبرستان کی مزاحمتی خاصیت کا پورا ادراک نہیں تھا، اس لیے وقت سے پہلے ہی کامیابی کا اعلان کر دیا۔

اب اس بات کا امریکی عسکری ماہرین بھی اعتراف کرتے ہیں کہ اس وقت امریکی حکام نے افغانستان کے حالات کا صحیح ادراک نہیں کیا تھا۔ عسکری امور کے امریکی ماہر ڈیوڈ کال کلین جنہوں نے ”جدید گوریلا جنگیں“ کے نام سے کتاب بھی لکھی ہے جو 2009 میں شائع ہوئی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: ”ہمارے رہنماؤں کو چاہیے تھا کہ طالبان کے سقوط کے بعد کے حالات میں سابق برطانوی جنرل Sir Olf Caroe کی یہ بات یاد رکھتے، جو افغانستان میں جنگ اور شکست کے تجربات کی روشنی میں کہتے ہیں ”دیگر خطوں میں جنگ کے برخلاف افغانستان میں حقیقی جنگ اس وقت شروع ہوتی ہے جب تمہیں جنگ جیت جانے کا یقین ہو جاتا ہے‘۔ اس کا مطلب ہے کہ افغانستان میں داخل ہونا اور شہروں پر قبضہ کرنا تو آسان ہوتا ہے مگر پورے ملک پر قبضہ بہت مشکل ہے“۔ ڈیوڈ کلین کا کہنا ہے کہ مغربی قوتوں کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے افغانستان میں داخل ہونے کو ہی اپنی کامیابی سمجھ لیا۔ حالانکہ اصل جنگ اس کے بعد ہی شروع ہونے والی تھی۔

امریکی جارحیت پسندوں کے خلاف دو ماہ براہ راست جنگ اور مورچہ بند مزاحمت واقعتاً ایک طویل جنگ کا آغاز تھا۔ امیر المومنین رحمہ اللہ امریکا سے براہ راست جنگ اور زندگی کی آخری سانسوں تک لڑنے پر تاکید کر رہے تھے، مگر امریکی جارحیت کے خلاف طویل جنگ کی تیاری بھی کر رہے تھے۔ اسی لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قندہار چھوڑ کر زابل میں امیر المومنین کی روپوشی دراصل روپوشی نہیں گھات لگانے کی تیاری تھی۔ قندہار چھوڑنے سے قبل ان کی گفتگو اور کچھ اقدامات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے قریبی ساتھی ملا گل آغا آخند (ملا ہدایت اللہ بدری موجودہ افغانستان سٹیٹ بینک کے سربراہ) لکھتے ہیں: طالبان جب قندہار اور اس کے مضافات کے علاقے خالی کر کے جانے لگے تو کچھ طالبان رہنماؤں کا خیال تھا اور انہوں نے امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو اس کا مشورہ بھی دیا کہ یہ صوبہ قندہار ان سابقہ جہادی کمانڈروں کے حوالے کر کے جائیں جو طالبان سے کسی حد تک ہمدردی اور قربت رکھتے تھے، اور عوام میں بھی ان کی کچھ نہ کچھ مقبولیت تھی، جیسے حاجی بشر، ملا نقیب اور جلدک کے ملا عبد الکریم وغیرہ۔ مگر امیر المؤمنین نے جواب دیا کہ پہلے تو میں کوئی بھی علاقہ (رسمی طور پر) کسی کو حوالے کر کے نہیں جاؤں گا۔ پھر اگر مصلحت کی خاطر ہم کوئی شہر چھوڑ کر جا رہے ہیں تو ہمارے بعد کوئی ایسا شخص نہ آئے جو عام لوگوں کو ساتھ ملا کر امریکی جارحیت اور حاکمیت پر انہیں قائل کرے۔ انہیں جارحیت کو تسلیم کرنے پر آمادہ کرے۔ ہم امریکا کے خلاف جہاد کریں گے اور اس جہاد میں ہمیں عوام کی حمایت کی ضرورت ہوگی۔ تو ایسے لوگوں کو حکومت حوالے نہ کرو جو کل کو عوام کے لیے دلیل بن جائیں، اور ان کی وجہ سے کل کو سب لوگ گمراہ ہو کر کفار کے ساتھی بن جائیں۔

ملا گل آغا کا کہنا ہے کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے آخری دنوں میں مجھے حکم دیا کہ امارت کے بجٹ میں ڈھائی ملین ڈالر کی رقم موجود ہے۔ یہ رقم امارت اسلامیہ کے رہنماؤں اور عسکری کمانڈروں میں اس پیغام کے ساتھ تقسیم کرو کہ یہ رقم تمہارے ذاتی استعمال کے لیے نہیں بلکہ اس سے اپنے اپنے علاقوں میں جہادی امور کا بندوبست کرتے رہو۔ مجاہدین کی مدد اور وسائل کا انتظام کرو، جب تک ہمارا دوبارہ رابطہ بحال ہو اور منظم کام شروع ہو۔ ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد کے اجرا کا یقینی فیصلہ کر چکے تھے۔ اور اس کے لیے انہوں نے اپنا خفیہ مورچہ زابل کو منتخب کر لیا تھا۔

قندھار شہر سے "سورغر" کے دامن تک:

پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ 5 دسمبر 2001 ، بیس رمضان المبارک کی دوپہر کو امیر المؤمنین اپنے دو ساتھیوں ملا عزیز اللہ اور ملا عبد الباری کے ساتھ ایک جے ٹورین (سراچہ) کار میں قندہار شہر سے قندہار کابل کی شاہراہ پر نکل پڑے اور اسی دن شام کو ضلع سیوری کے گاؤں عمرزو پہنچے۔ یہ ضلع صوبہ زابل کے مرکز کلات کے جنوب میں واقع ہے۔ " سورغر" کے مشہور پہاڑ کے شمالی جانب مشرق سے مغرب تک یہ آبادی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ضلع امارت اسلامیہ کی حکومت سے قبل قریبی ضلع شینکئی کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ امارت اسلامیہ نے اپنے دور حکومت میں اسے الگ ضلع کا درجہ دیا۔ اس کی آبادی بہت کم ہے۔ یہاں کے لوگوں کا ذریعہ معاش انگور اور بادام کے باغات ہیں۔ امیر المؤمنین نے قندہار چھوڑنے کے بعد بقیہ ساری زندگی اسی ضلع میں گذاری۔ ذیل میں اس کی تفصیلات پر روشنی ڈالیں گے۔

زابل ضلع سیوری میں پہلا مشاورتی اجلاس:

ضلع سیوری پہنچنے کے بعد امیر المؤمنین نے ملا عبد الجبار عمری کو حکم دیا کہ اسی صوبہ (زابل) کے تمام ممتاز مجاہدین اور گروپ کمانڈروں کو جمع کرے۔ اس اجلاس میں زابل کے اکثر مجاہدین رہنما شریک ہوئے، جن میں ملا روزی خان عاکف، امیر خان حقانی، ملا عبد السلام راکٹی، ملا محمد نذیر، ملا سعد اللہ، ملا نیاز محمد، ملا عبد الجبار عمری، ثاقب صاحب، ملا عبد القہار اور ملا عبد الاحد جہانگیروال شامل تھے۔

اس مشاورتی اجلاس کے آخر میں ملا محمد عمر مجاہد نے مجاہدین کو مستقبل کے متعلق لازمی ہدایات دیں۔ اس وقت تک طالبان نے صوبہ زابل خالی نہیں کیا تھا مگر انخلا کی تیاری میں تھے۔ امیر المؤمنین نے زابل کے مجاہدین سے یہ بھی کہا کہ یہاں کمانڈر حمید اللہ کی حاکمیت کا راستہ روکو۔ حمید اللہ ایک جنگجو کمانڈر تھا جو حامد کرزئی کا ساتھی تھا۔ امریکا نے طالبان کے بعد صوبہ زابل پر قبضے اور اقتدار کے لیے اسے چن لیا تھا۔ یہ شخص قندہار سے زابل کے ضلع ارغنداب پہنچ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ مرکز کلات پر قبضہ کرے۔

شینکئی روانگی:

ضلع سیوری کے اس پہلے مقام پر چند دن ٹھہرنے کے بعد وہ اسی گاؤں میں واقع اپنے دوست عمری صاحب کے ایک دوست عبد الحمید آغا کے گھر پہنچے۔ عبد الحمید آغا کے گھر کے افراد کہیں اور چلے گئے تھے اس لیے یہ مکان خالی تھا۔ جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چند دن رہے۔ امیر المؤمنین نے یہاں چند دن گذارے۔ پھر یہاں سے زابل کے ضلع شینکئی گئے جہاں اپنے بہنوئی مولوی عبد الرحمن صاحب کے گھر میں رہنے لگے۔ یہ امیر المؤمنین کی ماں شریک بہن کا گھر تھا۔ کچھ دن یہاں گذارنے کے بعد شینکئی ہی میں مشہور عالم مولوی محمد اکرم صاحب کے گھر منتقل ہوگئے اور چند دن یہیں قیام کیا۔ اس دوران جب ان کا قیام اسی ضلع شینکئی میں تھا انہوں نے کچھ اپنے عسکری ذمہ داران کا اجلاس بھی بلایا۔ جس میں ملا عبد الرزاق نافذ، ملا عبد القاہر آخند، ملا عبد الجبار عمری، ملا عبد الباری اور احمد جان اخندزادہ شریک رہے۔ اس اجلاس میں بھی جہاد کے تسلسل اور اجرا پر گفتگو ہوئی۔ قندہار میں امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں مالیات کے انتظامی مسئول ملا عبد الباری جو اس اجلاس میں شریک تھے، انہوں نے بتایا کہ یہ اجلاس رات کو ہوا۔ اجلاس میں شرکت کے لیے ہم اس گھر پہنچے جہاں امیر المؤمنین کا قیام تھا۔ برآمدے میں گیس سلینڈر سے روشنی کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس کی روشنی میں اجلاس جاری تھا۔ بات اس پر ہو رہی تھی کہ اب کیا کیا جائے؟ جہادی کارروائیوں کو تسلسل کیسے بخشا جائے؟

کچھ ساتھیوں کا کہنا تھا کہ کچھ عرصہ انتظار کر لیتے ہیں، امریکی بہت جوش میں ہیں، بعد میں کارروائیوں کا آغاز کریں گے۔ مگر ملا صاحب کا کہنا تھا کہ نہیں ہر شخص اپنے اپنے علاقے میں کام شروع کرے۔ اجلاس کے اختتام پر انہوں نے ملا عبد الرزاق نافذ سے کہا کہ اپنے اصل علاقے اروزگان نہ جائے بلکہ یہیں ان کے آس پاس قیام کرے۔ اسی لیے ملا عبد الرزاق نافذ نے کافی عرصہ وہیں قیام کیا۔ مگر جب سیکیورٹی خدشات کی بنا پر امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے تنہا زندگی اختیار کر لی اور صرف ایک مخصوص قاصد کے ذریعے مجاہدین سے رابطوں کا سلسلہ شروع کیا تو ملا عبد الرزاق بھی زابل چھوڑ کر اپنے علاقے اروزگان چلے گئے۔

امیر المؤمنین نے رمضان کے آخری ایام اور عید الفطر شینکئی ہی میں گذارے۔ یہ ایسا وقت تھا جب کہ پورے ملک میں امریکا کی فوجی کارروائیاں، پروپیگنڈا اور اور نفسیاتی جنگ بہت شدت سے جاری تھی۔ ریڈیو چینلز پر امریکا کی کامیابیوں اور امارت اسلامیہ کے رہنماؤں کی گرفتاریوں اور شہادتوں کی خبریں مسلسل آرہی تھیں۔ زابل ہی کے ایک سابق جہادی کمانڈر نور اللہ نے امیر المؤمنین کو مشورہ دیا کہ وہ پاکستان چلے جائیں، اور اس کے لیے وہ پوری طرح سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ مگر امیر المؤمنین نے پاکستان جانے کا مشورہ مسترد کردیا اور کہا میں یہیں پر رہنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔

"ضلع سیوری" کی طرف واپسی:

امیر المؤمنین اور ان کے دو ساتھیوں ملا عزیز اللہ اور ملا عبد الباری جو پچیس رمضان کو شینکئی گئے تھے، عید کے چوتھے روز 19 دسمبر 2001 کو ملا عبد الجبار عمری کی رہنمائی میں واپس ضلع سیوری لوٹ آئے۔ یہاں انہوں نے ابتدا میں خورچ نامی ایک گاؤں میں ملا عبد الکبیر اخوند کے گھر میں 18 دن گذارے۔ پھر اسی ضلع میں ایک دوسرے گاؤں خوڑی منتقل ہوگئے۔ یہاں ایک اور مجاہد استاد عبد الصمد کے گھر میں رہائش اختیار کی۔ یہیں ضلع سیوری میں یہ وہی گھر ہے جہاں امیر المؤمنین رحمہ اللہ 6 جنوری 2002 سے 2006 تک رہائش پذیر رہے۔ اس کتاب میں ہم اس گھر کو امیر المؤمنین کے "پہلا گھر یا جائے رہائش" سے ذکر کریں گے۔

پہلا گھر (جائے رہائش):

اس گھر میں امیر المؤمنین رحمہ اللہ اور ان کے ساتھی ملا عزیز اللہ اخند، ملا عبد الباری اخند اور ملا عبد الجبار عمری نے 6 جنوری 2002 کو رہائش اختیار کی۔ یہ لوگ گھر کے ایک طرف بنے کمروں میں رہنے لگے، جن کے دروازے پر ہمیشہ باہر سے تالا پڑا رہتا۔ تاکہ گھر آنے جانے والے پڑوسیوں کو شک نہ پڑے کہ یہاں بھی کوئی ہے۔ ابتدائی دن یہاں سردی کے دن تھے، اس لیے یہاں انگھیٹی جلانے کی ضرورت پڑتی، مگر دن کو اس لیے یہاں انگھیٹی نہیں جلائی جاتی تاکہ چھت پر سے نکلنے والا دھواں دیکھ کر پڑوسی شک نہ کرنے لگیں کہ اس خالی کمرے کی چمنی سے دھواں کیسے اٹھ رہا ہے۔ گھر میں اگر کوئی مہمان آجاتا تو بلند آواز سے بات کرنے سے بھی احتراز کیا جاتا۔ سردیوں کے اختتام اور بہار کی آمد پر ان کے ساتھی عبد الجبار عمری صاحب ان کی اجازت سے چلے گئے اور دو ساتھی ملا عزیز اللہ اور ملا عبد الباری امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے پاس رہ گئے۔

عمری صاحب کا کہنا ہے کہ جب تک میں ان کے ساتھ تھا، تو سالن وغیرہ ہم خود بنالیتے تھے۔ تیار روٹی اور سالن کے لیے ضروری چیزیں اہل خانہ فراہم کردیتے جو ہم اسی کمرے میں تیار کرتے۔ ملا عمر رحمہ اللہ کا مزاج ایسا ہی بنا تھا کہ وہ دوستوں کے درمیان کوئی امتیازی شان پسند نہیں کرتے تھے۔

اسی گھر کے ایک فرد اور امیر المؤمنین کے میزبان حاجی عبد الاحد نے بتایا: امریکی جارحیت کے ابتدائی دنوں میں ملا عبد الجبار عمری ہمارے گھر آئے۔ میرے بڑے بھائی سے کہا کہ امیر المؤمنین کی سیکیورٹی کے لیے مجھ سے تعاون کرو۔ ہم نے رضامندی ظاہر کردی۔ اگلی رات امیر المؤمنین رحمہ اللہ، ملا عبد الجبار عمری، ملا عزیز اللہ اور ملا عبد الباری ہمارے گھر آگئے اور مستقل رہائش اختیار کرلی۔ کئی ماہ تک ان کے ساتھی بھی ان کے ساتھ رہے۔ ہم نے انہیں کتابیں لاکردیں۔ وہ سب ہروقت مطالعہ میں مصروف رہتے۔ کچھ عرصہ بعد ان میں سے ایک دوست چلے گئے۔ ان کے دو ساتھی دو سال تک ان کے ساتھ یہیں رہے۔ بعد میں امیر المؤمنین نے ان دو کو بھی رخصت کردیا اور اکیلے رہنے لگے۔ آپ رحمہ اللہ تلاوت زیادہ کرتے اور اکثر وقت کتابوں کے مطالعے میں صرف کرتے۔ ریڈیو سنتے۔ سر گھٹنوں پر رکھ کر بہت دیر تک مراقبے میں مصروف رہتے۔ کبھی ہم گھر کے چھوٹے گود میں کھیلنے والے بچے لے کر ان کے پاس جاتے، جن سے وہ کھیل کر دل لگی کرتے۔

امیر المؤمنین کو ہم نے ملا عبد اللہ اخند کا نام دیا تھا۔ پہلے ہم نے گھر کے ایک حصے میں انہیں دو کمرے دیے تھے جن کے دروازے آمنے سامنے کھلتے تھے اور ان کے درمیان بند کوریڈور تھا جس کے دروازے کو ہم نے باہر سے تالا لگایا ہوا تھا۔ بظاہر کسی کو شک نہیں ہوتا تھا کہ یہاں کوئی ہوگا۔ ہمارے گھر میں کسی کا آنا جانا کم ہو، اس لیے ہم نے اپنے رشتہ داروں حتی کہ اپنے بھائیوں سے بھی تعلقات کم کرلیے تھے۔ صرف گھر کے بڑے مرد اور خواتین کو خبر تھی۔ ہماری ماں جس کا اب انتقال ہوچکا ہے انہوں نے اس میں بہت تعاون کیا۔ بہت مہارت سے یہ راز چھپائے رکھا۔ بعد میں ہم نے باغ میں مکان بنوایا اور وہیں منتقل ہوگئے۔ مگر وہاں مسئلہ یہ پیش آیا کہ یہ نیا مکان گاؤں کی آبادی سے کچھ فاصلے پر تھا۔ جب امریکی

فوجیوں کا چھاپا پڑتا تو ان کی گاڑیاں اور ہیلی کاپٹر ہمارے گھر کے قریب آکر رک جاتے۔ اس لیے ہم واپس اپنے پرانے مکان منتقل ہوگئے اور امیر المؤمنین کی حفاظت کے لیے ایک نئی ترکیب بنائی۔

گھر کے ایک کونے میں دیگر کمروں کے تسلسل میں بیچ میں ایک ایسا کمرہ بنایا جس کے متعلق کسی انجان آدمی کو بآسانی معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ یہاں بھی کوئی کمرہ ہوگا۔ اس کمرے کو دروازہ صرف برابر والے کمرے سے کھلتا تھا۔ اور وہ دروازہ ایسا بنایا گیا تھا کہ بظاہر دیوار میں چنی ہوئی الماری لگتا تھا۔ اس الماری نما دروازے سے امیر المؤمنین کے خاص کمرے میں آنا جانا ہوتا تھا۔

امیر المؤمنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ نے امریکی جارحیت کے بعد روپوشی کی زندگی اختیار کرلی تھی۔ اس لیے کوئی اسے ان کا خوف نہ سمجھے۔ کیوں کہ وہ امریکا سے چھپے نہیں بلکہ گھات لگائے ہوئے تھے۔ یعنی وہ جانتے تھے کہ امریکا کے پاس عسکری لحاظ سے وسائل بہت زیادہ ہیں اور آمنے سامنے جنگ میں وہ طاقتور ہوگا۔ جس طرح عام مجاہدین نے محاذوں کی کھلی جنگ کی جگہ گوریلا کارروائیاں شروع کیں، اور گروپ بند حملوں کہ جگہ خفیہ کارروائیوں کا آغاز کیا تو امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے بھی کھل کر میدان میں لڑنے کی بجائے مخفی رہ کر متحرک رہنے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ امریکا کو ایک طویل اور حوصلہ شکن جنگ میں گھیر لے۔

ایسی مصلحتوں کی خاطر خود کو روپوش کرنا پیغمبروں کی سنت اور امت کے اکابر کا طریقہ رہا ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کچھ راتیں غار ثور میں رہے۔ کیوں کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی قیمت سو اونٹ مقرر کی تھی۔ مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہاں تک آئے کہ غار ثور کے دہانے پر کھڑے ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمانے لگے کہ اگر یہ لوگ اپنے قدموں میں دیکھیں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی ذات پر کامل یقین تھا اس لیے فرمایا کہ تمہیں کیوں فکر ہے ان دو لوگوں کے متعلق جن کا تیسرا اللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کریں گے۔ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی اخفا اور احتیاطی تدبیر کی بنا پر نجات دی۔

واقعہ یہ ہے کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اس عظیم مجاہد کی واضح کرامت تھی۔ کیوں کہ وہ ایسے علاقے میں رہ رہے تھے جہاں امریکی فوجیوں کا بار بار چھاپا پڑتا تھا۔ ان کی حفاظتی تدابیر بھی بہت معمولی تھیں، اور صرف اس میزبان کی ذاتی ذہانت اور ایجاد کا کرشمہ تھا جہاں امیر المؤمنین رحمہ اللہ رہتے تھے۔ امریکی کئی بار ان کے جائے رہائش کے قریب آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے امریکیوں کے شر اور اذیت سے ان کی حفاظت فرمائی۔

"میں اپنی فہم کا مکلف ہوں":

امریکی جارحیت کے ابتدائی سال امریکا کے عسکری دباو اور انٹیلی جنس تلاشیوں کے حوالے سے بہت حساس تھے۔ امریکا جو عسکری جارحیت اور کامیابی کے نشے میں تھا افغانستان کے تمام شہروں، دیہاتوں حتیٰ کہ پہاڑوں اور صحراوں میں بھی گشت اور سرچ آپریشن کرتا رہا۔ دوسری جانب امارت اسلامیہ کے مجاہدین اور خاص طور پر ملا عمر مجاہد کی گرفتاری پر بھاری انعام بھی مقرر کیے تھے۔ ان کی تلاش کے لیے دیہاتوں میں ہیلی کاپٹروں سے پمفلٹ بھی گرائے جاتے۔ ایسے حالات میں اور ان ابتدائی سالوں میں افغانستان کے اندر رہنا وہ بھی ایسے انتہائی مطلوب ترین شخص کے لیے خطروں سے خالی نہ تھا۔ ان سب کے باوجود امیر المؤمنین رحمہ اللہ زابل جیسے صوبے میں ساری زندگی رہے۔ زابل وہ صوبہ ہے جہاں ملک کے دوسرے علاقوں کی بنسبت سب سے پہلے امریکا کے خلاف جہاد اور عسکری کارروائیوں کا آغاز ہوگیا تھا۔ جس سے امریکیوں کی ساری توجہ اسی علاقے پر مرکوز ہوگئی تھی۔

ان کے ساتھی اور قاصد ملا عزیز اللہ اخند جو اس دوران پہلے ان کے ساتھی رہے پھر قاصد کے طور پر ان سے اکثر ملتے رہے، ان کا کہنا ہے کہ ہم امیر المؤمنین سے کہتے کہ اس علاقے میں رہائش آپ کے لیے خطرناک ہے۔ اسی طرح لوگوں میں یہ باتیں پھیلنے لگی تھیں کہ امریکی فوجیوں کے پاس کھوجی کتے ہیں جس سے تلاشی کے دوران لوگوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ ایسی باتیں سن کر ہمیں امیر المؤمنین کے حفاظت کی فکر لاحق ہوجاتی۔ مگر جب یہ باتیں ان سے کہتے تو وہ فرماتے مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو۔ میں (اللہ کی طرف سے) اپنی فہم اور اپنی تدبیر کا مکلف ہوں۔ مجھے میری فہم کہتی ہے کہ میں یہیں افغانستان میں زیادہ پر امن

ہوں۔ اللہ تعالی ہی میری حفاظت فرمائیں گے۔ میں تمہاری فہم کا مکلف نہیں ہوں۔

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کا جذبہ توکل انتہائی بلند تھا۔ انتہائی سخت حالات میں بھی ان کے چہرے پر گھبراہٹ اور پریشانی کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ اللہ تعالی پر ان کا کامل یقین تھا کہ وہ ان کی حفاظت فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی قسم کھاکر کہتے کہ امریکی اور ان کے کٹھ پتلی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ ان کا توکل اس وقت کسی کے لیے قابل فہم نہ ہوتا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے ان کی ایسی ہی حفاظت فرمائی جس طرح ان کا اللہ پر یقین تھا۔

امریکیوں کی تلاشی:

اسی خاندان کے ایک فرد حاجی عبدالاحد نے بتایا کہ امیر المؤمنین جب تک ہمارے گھر میں رہے ہمارے گاؤں پر چار بار امریکی فوجیوں کا چھاپہ پڑا۔ مگر ہر بار اللہ تعالی نے ان کی حفاظت فرمائی۔ ایک دن صبح سویرے جب ہم نماز کے لیے جاگے تو کیا دیکھا کہ سارا گاؤں امریکی فوجیوں سے بھرا پڑا ہے۔ ہمارے گھر میں لکڑیوں کا ایک بڑا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ جس کا درمیانی حصہ ہم نے خالی رکھا تھا۔ ضرورت پڑنے پر آدمی اس میں داخل ہوسکتا تھا۔ امیر المؤمنین نے احتیاطا اپنے ساتھیوں سمیت اس میں پناہ لے لی۔ امریکی فوجیوں نے کچھ گھروں کی تلاشی لی اور چلے گئے۔ تلاشی ہمارے گھر تک نہ پہنچ سکی۔

دوسری بار شام کا وقت تھا جب امریکی فوجی آئے۔ ہم گھر پر موجود نہیں تھے۔ ہماری والدہ جو ہماری غیر موجودگی میں گھر کی سرپرستی کرتی وہ بھی اس وقت گھر سے نکل کر کسی پڑوسی کے گھر گئی تھی۔ اسے جب امریکیوں کے آمد کی اطلاع ملی تو دوڑتی ہوئی اپنے گھر آئی۔ گاؤں میں جگہ جگہ اور ہمارے گھر کے سامنے ان کی بکتر گاڑیاں کھڑی تھیں۔ کچھ دیر ان کا گشت رہا پھر چلے گئے۔ امیر المؤمنین کو ان کی آمد کا پتہ ہی نہ چلا۔

ایک دوپہر کا وقت تھا جب امریکی فوجی ہمارے گاؤں آئے۔ پورے گاؤں میں تلاشی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ امیر المؤمنین اپنے خفیہ کمرے میں تھے۔ امریکیوں نے ہمارے گھر کے تمام کمرے چیک کیے۔ کھوجی کتے بھی ان کے ساتھ تھے۔ خاص اس جگہ بھی پہنچے جہاں سے الماری نما دروازے سے امیر المؤمنین کے کمرے کی طرف دروازہ کھلتا تھا مگر وہ سمجھ نہیں سکے نہ ان کے کتوں کو اس کا احساس ہوسکا۔ امریکی واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ہم ملا صاحب سے ملے، وہ اطمینان سے بیٹھے تھے، کہہ رہے تھے بے فکر رہو ہماری حفاظت اللہ کرے گا۔

ایک دن صبح سویرے پو پھٹنے کا وقت تھا جب ہیلی کاپٹر گاؤں میں اترے۔ ہمارے گھر کے پاس ندی میں بھی تین چینوک ہیلی کاپٹر لینڈ کر گئے۔ گاؤں کے بالائی گھروں سے گھر گھر تلاشی شروع ہوگئی۔ جو لوگ فجر کی نماز پڑھنے گھر سے نکلے تھے سب کو باہر ہی بٹھادیا۔ ہم مسجد کی طرف نکلے نہیں تھے اس لیے گھر ہی میں پھنس کر رہ گئے۔ اس وقت تلاشی ہمارے گھر کے انتہائی قریب پہنچ چکی تھی۔ تلاشی لینے والے اہلکاروں سے قبل دو خواتین امریکی فوجی اور ایک ترجمان خاتون ہمارے دروازے کی طرف آگئیں۔ پھر گھر کی دہلیز کے اندر آگئیں اور ہمارے گھر کی خواتین سے گفتگو کرنے لگیں، وہ پوچھنے لگیں کہ یہاں طالبان تو نہیں ہیں؟ ہمارے گھر کی خواتین نے کہا نہیں۔ ان کی گفتگو جاری رہی۔ بعد میں جب تلاشی کا سلسلہ ہمارے گھر تک پہنچا تو انہیں خواتین اہلکاروں نے جاکر اپنے فوجیوں سے کہا کہ یہاں ہم دیکھ چکیں یہاں کوئی نہیں ہے۔ اس طرح تلاشی کا یہ سلسلہ ہمارے گھر سے آگے بڑھ گیا۔

حاجی عبدالاحد کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ اگرچہ پورا احتیاط کرتے کہ دشمن سے کسی طرح سامنا نہ ہوا، مگر اپنے کمرے میں اسلحہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ ایک کیوبن شارٹ گن، ایک کلاشنکوف اور ایک بیس بور کا میگاروف پستول بے شمار گولیوں کے ساتھ ہر وقت اپنے پاس رکھتے۔ کہ اگر ممکنہ طور پر امریکی انہیں ڈھونڈ لیتے تو امیر المؤمنین آخری سانس تک ان سے لڑتے اور زندہ خود کو حوالے نہ کرتے۔

معاونین کا تقرر اور مرکزی شوری کی تشکیل:

امریکی جارحیت کا پہلا سال جارحیت پسندوں کے بے پناہ فوجی دباو اور ہمہ پہلو گھیرے کا دور تھا۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اگرچہ اس سال تورابورا، شاہی کوٹ، بولدک کے ہوڈی پہاڑ اور زابل کی منتشر عسکری کارروائیوں کی صورت میں اپنی مزاحمت کے مظاہرے کیے تھے۔ مگر یہ کارروائیاں امارت اسلامیہ کی پرانی تشکیلات کے تحت ہورہی تھیں۔ نئے حالات کے مطابق نئی تشکیلات نہیں ہوئی تھیں۔

اس تاخیر کی ایک وجہ تو پہلے برس کی سختیاں، تکالیف اور اضطراری حالات تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ ملا عبدالجبار عمری کے بقول امیر المؤمنین افغانستان پر امریکا اور ناٹو کی جارحیت کو اسلام اور کفر کی جنگ قرار دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ عام مسلمان اور اسلامی دنیا ایک شدید آزمائش کا شکار ہیں۔ انہیں توقع تھی کہ مسلم دنیا امریکی جارحیت کے خلاف غیر جانبدار نہیں رہ سکے گی۔ افغانستان کے مجاہد عوام کی حمایت ضرور کرے گی اور اسلامی سرزمین سے صلیبی تسلط کے خاتمے کے لیے اپنی کوششیں کرے گی۔

امریکی جارحیت کا ایک سال مکمل ہونے کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں جہادی مزاحمت بھی نئی سانسیں لے رہی تھی۔ امارت اسلامیہ کے کچھ اعلیٰ سطحی قائدین اور عوامی رہنماؤں کی جانب سے امیر المؤمنین کو مختلف ذرائع سے بار بار پیغام مل رہا تھا کہ موجودہ حالات کے مطابق جہاد کی قیادت کے لیے نئی تشکیلات کی جائیں۔ انہوں نے جہاد کی براہ راست قیادت کے لیے ملا عبید اللہ اخند اور ملا عبدالغنی برادر کو اپنا نائب مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک صوتی پیغام ریکارڈ کر کے اس میں نئی شوریٰ کی تشکیل کی جو 11 اراکین پر مشتمل تھا۔ ملا عبید اللہ اخند، ملا عبدالغنی برادر، مولوی جلال الدین حقانی، ملا محمد حسن اخوند، ملا اختر محمد منصور، ملا داد اللہ اخوند، مولوی اختر محمد عثمانی، حافظ عبدالمجید صاحب، ملا گل آغا، مولوی احمد اللہ (مولوی نانای)، ملا عبدالرزاق نافذ۔

اسی سال کے اواخر میں 8 افراد کا اضافہ کر کے مرکزی رہبری شوریٰ میں مزید توسیع کر دی۔ جن میں مولوی نور محمد ثاقب، مولوی عبدالکبیر، ملا عبداللطیف منصور، ملا عبدالسلام کاتب اور مولوا مین اللہ شامل ہیں۔ بعد میں امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے وقتاً فوقتاً نئے اراکین کا اضافہ کیا، ان کی حیات کے آخری ایام تک رہبری شوریٰ کے اراکین کی تعداد 25 ہو گئی۔ جن میں مولوی امیر خان متقی، ملا عبدالقیوم ذاکر، ملا عبدالرزاق اخند، شیخ الحدیث مولوی عبدالرشید شینواری، ملا محمد رسول اور ملا عبدالرؤف خادم بھی رہبری شوریٰ کے اراکین بن گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس وقت سیاسی دفتر کے سربراہ طیب آغا کی درخواست اور امیر المؤمنین کی منظوری سے سیاسی دفتر کے تین اراکین مولوی شیر عباس ستانگزئی، ملا عبدالسلام حنفی اور مولوی نیک محمد بھی رہبری شوریٰ میں شامل ہو گئے۔

رہبری شوریٰ کی تشکیل کے فوراً بعد امیر المؤمنین نے ایک اور پیغام بھیج کر جہادی امور کی بہتر تنظیم سازی اور براہ راست قیادت کے لیے عسکری کمیشن تشکیل دیا۔ عسکری کمیشن کے دو ونگ تھے جو افغانستان کے مشرقی اور مغربی صوبوں کے زون میں تقسیم تھے۔ مشرقی زون میں 22 صوبے تھے جن کے سربراہ صدر ملا محمد ابراہیم صاحب مقرر کیے گئے جبکہ مغربی زون کے 12 صوبوں کے لیے سربراہ قاری فیض محمد سجاد کو مقرر کیا گیا۔

عسکری کمیشن کی تشکیل کے ساتھ سول امور کی انجام دہی کے لیے پہلے اقتصادی، میڈیا اور سیاسی کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جو اپنے اپنے متعلقہ شعبوں میں کام کرنے لگے۔ اس کے بعد قضا اور عدالتوں کا ادارہ، صحت کمیشن، شہداء، تعلیم و تربیت کمیشن، اقتصادی کمیشن، قیدیوں کے امور کا کمیشن، معذوروں اور یتیموں کا سرپرست کمیشن، دعوت و ارشاد کمیشن، رفاہی امور اور اداروں کا کمیشن، عوامی نقصانات کی روک تھام کا ادارہ، اس کے علاوہ بھی کئی ادارے قائم کیے گئے۔ اس طرح امارت اسلامیہ ایک بار پھر ایک مکمل نظام کے طور پر سامنے آئی۔

چونکہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ ایک خفیہ مقام پر رہائش پذیر تھے اور مجاہدین سے ان کا رابطہ صرف دو قاصدوں کے ذریعے ہوتا تھا اس لیے انہوں نے امور کی تیزی سے ادائیگی کے لیے رہبری شوریٰ کو وسیع اختیار دیدیے تھے۔

جائے رہائش کی تبدیلی:

پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ خفیہ زندگی کے دور میں دو جگہ قیام فرمایا۔ پہلے گھر میں پانچ سال قیام کیا اور دوسرے گھر میں تقریباً سات سال گذارے۔ جس طرح افغانستان کے اندر رہنا ان کا اپنا فیصلہ اور بقول ان کے اپنی فہم اور تدبیر کے تقاضے پر عمل تھا، اپنے ٹھکانے کی تبدیلی بھی ان کا اپنا اور اچانک فیصلہ تھا۔

ان کے قاصد ملا عزیز اللہ اخند کا کہنا ہے کہ ایک دن اچانک جس گھر میں آپ کی رہائش تھی اس کے اہل خانہ نے مجھ سے رابطہ کیا اور کہا امیر المؤمنین کہتے ہیں کہ آج ہی نکل کر فوراً میرے پاس پہنچو۔ اس بات سے میں بہت حیران ہوا، سوچ رہا تھا کہ کوئی ایمرجنسی پیش آگئی ہوگی۔ سفر کا آغاز کیا اور رات دیر سے ان کے پاس پہنچا۔

پہلے گھر کے سربراہ سے ملاقات اور گفتگو کی۔ ان سے پوچھا کہ کیا بات پیش آئی ہے کہ اتنا فوری بلا لیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں بھی کچھ پتہ نہیں۔ ہمیں امیر المؤمنین نے بس اتنا ہی کہا ہے کہ ملا عزیز اللہ اخند کو بلاؤ۔ میں امیر المؤمنین سے ملنے گیا تو وہ بالکل ٹھیک تھے۔ اپنا دستی بیگ اور کلاشنکوف سامنے رکھ کر تیار بیٹھے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ میرا انتظار کر رہے تھے اور نکلنے کی تیاری میں تھے۔ میں نے مصافحہ کیا، مصافحہ کے بعد فوراً کہا چلو چلتے ہیں خیر سے۔ میں نے کہا "اللہ خیر کرے گا، ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کیوں یہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟" کہا نہیں مسئلہ کوئی نہیں، یہیں ضلع سیوری میں عمرزو کے گاؤں جائیں گے۔ میں نے کہا اب بہت رات ہو چکی ہے۔ جن کے پاس ہم جا رہے ہیں ان کو بھی کوئی اطلاع نہیں دی گئی ہے۔ مجھے راستے کا بھی صحیح علم نہیں۔ تاریکی بھی ہے اور راستہ بھی بہت طویل ہے۔

پھر میں نے کہا میں جا کر اہل خانہ کو یہ اطلاع دیتا ہوں۔ وہ دوسرے کمرے میں بیٹھے تھے۔ میں نے جا کر جب انہیں بتایا کہ امیر المؤمنین آپ کے گھر سے جانا چاہتے ہیں تو وہ بہت رنجیدہ ہو گئے۔ پوچھنے لگے کہ کیوں ہمارے کسی فعل سے ناراض ہو گئے ہیں یا کوئی مسئلہ پیش آ گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ ناراض نہیں ہیں بس وہ رہائش کا مقام بدلنا چاہتے ہیں۔ میزبانوں نے کہا کہ چلو پھر ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے اور آپ کو چھوڑ آتے ہیں۔ امیر المؤمنین نے کہا نہیں آپ لوگ تکلیف نہ کریں ہم راستہ ڈھونڈ لیں گے ان شاء اللہ۔

پھر ہم نے اپنا بیگ (جس میں ان کی ضرورت کا سامان تھا) اور اسلحہ اٹھایا اور چل پڑے۔ یہ 2006ء کا سال تھا۔ ایک طرف اندھیرا تھا اور دوسری طرف میں راستے سے واقف نہیں تھا، راستہ بھی بہت طویل تھا۔ راستے میں ایک امریکی اڈہ بھی پڑتا تھا۔ حکومتی صوبائی سیکریٹریٹ اور حفاظتی چوکیاں بھی تھیں۔ ہماری کوشش تھی کہ راستے سے ہٹ کر اندھیرے میں چلیں مگر امریکی کیمپ کی لائٹیں اتنی تیز تھیں کہ ہم جتنی بھی کوشش کرتے اس کی زد میں آنے سے بچ نہیں سکتے تھے۔ راستے سے زیادہ دور ہٹ بھی نہیں سکتے تھے کیوں کہ راستے سے ناواقفیت کے باعث کہیں بھٹک جانے کا خدشہ بھی تھا اور آس پاس کھائیاں اور جھاڑیاں بھی زیادہ تھیں۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو چلتے ہوئے بہت تکلیف ہو رہی تھی کیوں کہ وہ پانچ سال مسلسل ایک جگہ رہے تھے، پیدل نہیں چلے تھے۔ اس رات ہم کل ملا کر پانچ گھنٹے چلے ہوں گے۔ پیدل سفر کے دوران ایک مرتبہ وہ اتنے تھک گئے کہ چلنا ناممکن ہو گیا مگر اس کے باوجود وہ چلتے رہے۔ میں نے کہا میں تمہیں کندھوں پر اٹھا کر چلتا ہوں۔ مگر ان کا دل نہیں چاہا، وہ بہر حال چلتے رہے۔ آخر جب بالکل ہی تھک گئے تو میں نے انہیں کندھوں پر اٹھایا۔ پھر ایسا ہوا کہ میں پہلے ان کا بیگ اور اسلحہ ساتھ لے کر کہیں تک لے جاتا، پھر آ کر ان کے ساتھ چلنے میں مدد کرتا۔ کچھ دیر ہم اسی طرح چلتے رہے، پھر ان کی طبیعت واپس ٹھیک ہوئی اور خود ساتھ چلنے لگے۔

گاؤں پہنچ کر اس گھر کے پاس پہنچے جہاں امیر المؤمنین کو قیام کرنا تھا، وہیں ایک دیوار کے ساتھ وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ یہ مرحوم شیر علی اکا کا گھر تھا۔ یہ وہی گھر تھا جہاں قندہار سے آنے کے بعد امیر المؤمنین نے پہلی بار زابل کے مقامی مجاہدین سے ملاقات اور اجلاس کیا تھا۔ اور پہلی راتیں بھی یہیں گزاری تھیں۔ میں نے ان سے کہا میں پہلے جا کر معلوم کرتا ہوں کہ گھر میں کوئی مہمان تو نہیں۔ اور مہمان خانے کا دروازہ کھولتا ہوں۔ کیوں کہ دروازے پر دستک دینے سے آس پاس کے گھروں کے لوگ جاگ جاتے۔ شیر علی اکا کے مہمان خانے کا دروانہ گھر کی چار دیواری کے دروازے سے الگ تھا۔ مہمان خانے کی چار دیواری سے پھر ان کے گھر کی جانب راستہ کھلتا تھا۔ میں دروازے کے پاس گیا تو اللہ کے فضل سے یہ دروازہ آسانی سے کھل گیا۔ مہمان خانہ بھی خالی تھا وہاں کوئی نہیں تھا۔ میں نے آ کر انہیں بتایا۔ وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ میں نے امیر المؤمنین کو مہمان خانے کے اندر بٹھایا اور خود جا کر اہل خانہ کو اطلاع دیدی۔ گھر والے گھبرا گئے کہ ایسی تاریکی میں اتنی دیر اور ایسے اچانک کیسے آنا ہوا۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے۔ امیر المؤمنین نے کہا نہیں کوئی مسئلہ نہیں بے فکر رہو۔ پھر انہوں نے مرحوم شیر علی اکا سے کہا جا کر مولوی عبد الجبار عمری کو اطلاع کر دو۔ عبد الجبار عمری آ گئے تو امیر المؤمنین نے ان سے مشاورت کے بعد فیصلہ کیا کہ اب یہیں قیام کریں گے۔ اس طرح بقیہ تمام زندگی انہوں نے اسی گھر میں بسر کی۔

دوسری جائے قیام:

امیر المؤمنین کی یہ دوسری جائے قیام بھی اسی زابل ضلع سیوری کے گاؤں عمرزو میں ہے۔ اسی گھر میں انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سات سال پانچ ماہ

گذارے۔ ان کی وفات کے کئی سال بعد زیر نظر کتاب کے لیے معلومات جمع کرنے کے لیے راقم خود اس گھر گیا۔ اہل خانہ نے امیر المؤمنین کی طرز زندگی اور حیات کے متعلق معلومات فراہم کیں۔

یہ مٹی اور گھارے کا بنا ایک پرانا کچا مکان ہے۔ علاقے کے دیگر غریبانہ گھروں کی طرح اس کی دیواریں بہت چھوٹی اور قدیم طرز پر بنے کمرے تھے۔ مہمان خانے کی چار دیواری کا دروازہ بہت پرانا تھا۔ مہمان خانے کی چار دیواری کے اندر ایک جانب نسبتا اچھا کمرہ بنا تھا جو گھر کا عمومی مہمان خانہ تھا۔ یہاں جب امیر المؤمنین کے قاصد آتے تو یہیں کھانا کھاتے، آرام کرتے اور گفتگو ہوتی۔ اس چار دیواری کے مغربی جانب ایک دروازہ کھلتا ہے، اندر ایک کمرہ ہے، جہاں احتیاط کے موقع پر چھپنے کی جگہ بھی بنائی گئی تھی۔ امیر المؤمنین نے پہلے اسی کمرے میں قیام کیا اور دو سال یہاں رہے۔ بعد میں میزبانوں نے اسی چھوٹے سے صحن کے عقب میں ایک اور مکان بنایا جس کے شمالی جانب دو کمرے اور ان کے سامنے باغیچے کے لیے جگہ بنائی۔ ان دونوں کمروں میں سے ایک مشرقی جانب والا کمرہ امیر المؤمنین کے لیے ہی بنایا گیا تھا جس کے آگے ایک برآمدہ اور سردیوں میں دھوپ سینکنے کی جگہ تھی۔ ایک چھوٹا سا باغیچہ بھی تھا۔ اس کمرے میں اٹیچ باتھ روم اور احتیاطی طور پر چھپنے کے لیے الگ جگہ بھی بنی تھی۔ ممکنہ خطرے کے موقع پر وہ وہیں چلے جاتے۔

میں اس گھر میں پہنچا تو دیکھا کہ ان کمروں کے آگے باغیچے میں درختوں کے چھوٹے نہال کھڑے تھے۔ انگور کی چھوٹی بیلیں، بادام کے نارسیدہ درخت اور گلاب کے پودے بھی تھے۔ سامنے امیر المؤمنین کے رہنے کی جگہ، ایک چھوٹا سا برآمدہ، اس برآمدے کے آگے ڈیڑھ میٹر طویل وعریض چھوٹا سا چمن تھا۔ برآمدے سے اندر کی جگہ دروازہ کھلا ہے۔ یہ امیر المؤمنین کا رہائشی کمرہ ہے۔ تین بائی تین میٹر کا کچا کمرہ جسے سفید کلر دیا گیا تھا۔ کمرے میں قبلے کی جانب ایک لکڑی کی چارپائی ہے۔ یہ امیر المؤمنین کے بیٹھنے کی خاص جگہ تھی۔ یہاں بیٹھ کر دیوار سے تکیہ لگانے کی وجہ سے دیوار پر سر اور کندھوں کے نشان اب بھی تھے۔ چارپائی کے پاس بہت سی کتابیں بھی رکھی ہوئی تھیں جن کا وہ مطالعہ کرتے تھے۔

کمرے میں ایک چھوٹا سا اٹیچ واش روم بھی تھا۔ اس کے ساتھ ایک طرف دیوار میں ایک الماری بھی تھی جسے زرد رنگ دیا گیا تھا۔ یہ الماری دراصل امیر المؤمنین کے نجات کا ظاہرہ ذریعہ تھا۔ یہ الماری دراصل کھڑکی یا ایک دروازہ ہے، اسے پیچھے دھکیل دیا جائے تو یہ کھل جاتا ہے، دیوار کے پہلو میں بنی خفیہ جگہ کی جانب جانے کا راستہ یہی ہے۔ جب تلاشی ہونے لگتی تو وہ اسی الماری کی کھڑکی سے اسی خفیہ جگہ میں کود جاتے اور کسی کو شک بھی نہ ہوتا کہ یہاں کوئی اور جگہ بھی ہوگی۔

دوسری جائے رہائش میں سیکیورٹی خطرات:

وہ علاقہ جہاں امیر المومنین نے اپنی زندگی کے آخری تقریبا سات سال بسر کیے ضلع سیوری کے مرکز کے قریب واقع ہے۔ امریکا کے خلاف جہاد میں صوبہ زابل وہ صوبہ ہے جہاں دیگر صوبوں سے پہلے جہادی کارروائیاں شروع ہو گئیں۔ ملا روزی خان شہید اور ان کے کچھ دیگر مجاہدین نے یہاں 2002 ہی سے گوریلا کارروائیوں کے لیے اپنی تشکیلات منظم کر لی تھیں۔ زابل کے جنوبی اضلاع میں کبھی کبھی حکومتی اور امریکی اہداف پر حملے کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ امریکا نے اسی صوبے میں اپنے فوجیوں کی کمک رسانی اور بروقت فضائی مدد کے لیے ضلع سیوری ہی میں ایک بڑا فوجی اڈہ قائم کیا۔ پھر صوبہ زابل کے مرکز کلات سے اس اڈے تک پکی سڑک تعمیر کر لی۔ اس اڈے میں ہیلی کاپٹروں کا میدان بھی تھا۔ امریکی فوجی اسی اڈے سے پورے صوبہ زابل میں چھاپے مارتے اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے فضائی کارروائیاں کرتے۔

جس علاقے میں امیر المؤمنین کی رہائش تھی، لوگ مجاہدین سے بھرپور تعاون کرتے، یہاں کے اکثر نوجوان مجاہدین میں شامل تھے۔ یہاں تک کہ امریکا کے خلاف جنگ میں اس چھوٹے سے گاؤں کے بیس سے زائد نوجوان شہید ہو چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ امریکی اس خطے کو مجاہدین کے اثرورسوخ اور قوت کا علاقہ سمجھتے تھے۔ علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ امریکی فوجی درجنوں، درجنوں بار اس علاقے میں آئے اور چھاپے مارے، مگر جس گھر میں امیر المؤمنین کا قیام تھا اس کی دہلیز میں نو بار گئے۔ کبھی یہ لوگ پورے گھر کی تلاشی لیتے اور کبھی صرف پوچھ گچھ کر کے چلے جاتے۔ اس میں دو مرتبہ امیر المؤمنین کے خاص کمرے میں

بھی گئے، مگر امیر المؤمنین اپنے مخفی قیام گاہ میں ہوتے اور امریکی فوجیوں کا سامنا نہ ہوتا۔ ان تمام شدید سیکیورٹی خطرات کے باوجود اللہ تعالی نے انہیں نجات دی، آخر تک دشمن کو یہ توفیق نہ ملی کہ انہیں گرفتار کرتے یا مار دیتے۔ حالانکہ ان کے سر پر ملینوں امریکی ڈالر کا انعام مقرر تھا۔ انہیں ڈھونڈنے کے لیے ہیلی کاپٹروں سے بارہا پمفلٹ گرائے جاتے تاکہ لوگ ان کے متعلق امریکا کو معلومات دے سکیں۔

مخصوص قاصدوں کے توسط سے امارت اسلامیہ کا نظام سنبھالنا:

امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے اسی خفیہ مقام سے امارت اسلامیہ کے انتظامی معاملات اپنے مخصوص قاصدوں کے ذریعے سنبھالے۔ یہ دو قاصد ابتدا میں ملا عزیز اللہ اخند اور ملا عبدالباری اخند تھے۔ مگر بعد میں معاملات ایک ہی چینل سے سنبھالنے اور انہیں مزید منظم کرنے کے لیے صرف مولوی عزیز اللہ ہی کو قاصد متعین کیا گیا۔ جہاد کے ابتدائی سالوں میں جب جہادی سرگرمیاں کم تھیں تو قاصد کا آنا جانا بھی کم ہوتا تھا۔ کئی مہینوں میں ایک بار اس کی آمد ہوتی تھی۔ بعد میں جب امارت اسلامیہ کی تشکیلات وسیع اور سرگرمیوں میں تیزی آئی تو نمائندے کی آمد و رفت بھی بڑھ گئی۔ مگر پھر بھی قاصد کی آمد و رفت کا کوئی مخصوص دن یا کوئی مخصوص تاریخ متعین نہیں تھی۔ کبھی ایک مہینے میں کئی بار قاصد آتا اور کبھی ایک مہینے سے زیادہ تاخیر بھی ہو جاتی۔

امیر المؤمنین نے جہادی امور کے اکثر اختیارات رہبری شوری اور اپنے نائبین جیسے ملا عبید اللہ اخند، ملا عبدالغنی برادر اخند اور ملا اختر محمد منصور کے حوالے کر دیے تھے۔ اس لیے بہت سے معاملات میں ان سے براہ راست مشاورت کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ مگر اس کے باوجود امیر المؤمنین رحمہ اللہ جہاد کے تمام عسکری اور سول معاملات سے خود کو آگاہ رکھتے، اور ہر شعبہ سے متعلق اپنی رائے متعلقہ اداروں اور ذمہ داران سے شریک کرتے۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ سے مشاورت اکثر ان امور میں طلب کی جاتی جن پر رہبری شوری میں اتفاق رائے مشکل ہو جاتا۔ یا کوئی اختلافی موضوع اور بڑی سطح پر کوئی شکایت ہوتی، یا داخلہ و خارجہ پالیسی کے متعلق کوئی اہم اقدام ہوتا۔

امیر المؤمنین کے قاصد کا کہنا ہے کہ وہ فدائی حملوں کے متعلق بہت احتیاط اور تحقیق کی تاکید کرتے، کہ یہ حملے دشمن کے انتہائی اہم ترین مراکز پر ہونے چاہئیں اور پوری طرح تحقیق اور معلومات کے بعد ہونی چاہئیں۔ امریکا کے متعلق ان کا کہنا تھا کہ یہ زیادہ طویل عرصہ جنگ نہیں لڑ سکتے۔ یہ بہت جلد جنگی علاقے چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں گے اور اختیارات مقامی فوجیوں کے حوالے کریں گے۔ امریکی فوج کی پسپائی اور عقب نشینی کے بعد ان کا کہنا تھا کہ داخلی فورسز پر حملے اس طرح ہونے چاہئیں کہ جس سے ان کے حوصلے پست ہوں اور وہ مرعوب ہو جائیں۔ انہیں منظم ہونے کا موقع نہ ملے۔ داخلی فوجیوں پر کمزور گوریلا حملے ہوں تو اس سے ان کے حوصلے بلند ہوں گے، اور مزاحمت کی ہمت بڑھے گی۔ ان کے یہ پیغامات جب ان کے نمائندوں کی توسط سے امارت اسلامیہ کے نائبین تک پہنچتے تو وہ بہت باریک بینی سے اس کا جائزہ لیتے، انہیں محفوظ کرتے اور عسکری ذمہ داران تک پہنچاتے۔

چونکہ امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین دینی جذبے اور عقیدے کی بنیاد پر جہاد کے لیے نکلے تھے اور اطاعت کا جذبہ ان میں موجود تھا، اس لیے امیر المؤمنین رحمہ اللہ اگرچہ جسماً غائب تھے مگر امارت کے نظام پر ان کا پورا کنٹرول تھا۔ اور یہ وسیع جہادی صف ایک چھوٹے سے گروپ کی طرح ان کی گرفت میں تھا۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ امارت اسلامیہ کے کسی فرد یا گروپ نے امیر المؤمنین کے کسی حکم سے سرتابی کی ہو۔ امیر المؤمنین کا ہر فرمان ان کے لیے حرف آخر تھا، جسے ہر مجاہد پورے شوق اور اخلاص سے بجا لاتا۔

جارحیت کے خلاف جہادی تسلسل کا مختصر جائزہ:

امریکی جارحیت کے خلاف امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں افغان مجاہد عوام کا جہاد اور سالہا سال تک اس کا تسلسل معاصر تاریخ کے محیر العقول واقعات میں سے ہے۔ یہ جارحیت جس میں ناٹو کے ارکان سمیت 48 کفریہ ممالک کی افواج نے حصہ لیا، جس میں خطے اور دنیا بھر سے 21 دیگر ممالک کا انٹیلی جنس تعاون بھی شامل رہا۔ اس کے مقابلے میں امارت اسلامیہ کے وہ نہتے مجاہدین تھے جنہیں نہ دنیا کے کسی ملک نے رسماً تسلیم کیا تھا، نہ کوئی انہیں مالی، عسکری یا سیاسی تعاون دینے کو تیار تھا۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے انتہائی سخت حالات میں جہاد کا آغاز کیا تھا۔ جہادی تحریک کے ابتدائی سال انتہائی سخت تھے۔ کیوں کہ ایک طرف افغانستان کے اکثر خطوں میں امریکا اور اس کی کٹھ پتلیوں کا تسلط تھا۔ مجاہدین کی گرفتاریوں اور خاتمے کے لیے انتہائی وسیع اور پیچیدہ جاسوسی جال بچھائے گئے تھے۔ دوسری طرف پڑوسی ممالک پاکستان اور ایران میں بھی مجاہدین محفوظ نہ تھے۔ پاکستان کا اس وقت کا فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف جو امریکی صدر جارج ڈبلیو بش سے پورا تعاون کر رہا تھا یہاں تک کہ امریکی فوج اور انٹیلی جنس اہلکاروں کو اپنے ملک میں کارروائی کی اجازت دے رکھی تھی۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین، ان کے حامی اور ہر وہ شخص جس نے افغان عوام کے جہادی موقف اور داعیے کی حمایت کی یا تعاون کیا، پاکستان کے سیکیورٹی اداروں نے انہیں گرفتار کر کے امریکا یا کابل انتظامیہ کے حوالے کیا۔ اسی طرح ایران اور عرب ممالک میں بھی امارت اسلامیہ کے حامیوں کی شدید نگرانی کی جاتی۔ مگر ان تمام مشکلات کے باوجود مجاہدین حوصلہ نہیں ہارے اور پورے عزم واستقامت سے یہ جہادی سلسلہ زندہ رکھا۔

جہاد کے ابتدائی سالوں میں پکتیا، زابل، قندہار اور ملک کے دیگر خطوں میں جارحیت پسندوں کے خلاف جنگیں ہوئیں۔ جس سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہونے لگے۔ بعد میں گوریلا حملوں، دشمن کی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم دھماکوں، میزائل حملوں اور ٹارگٹ حملوں کا سلسلہ تیز ہونے لگا۔ جس کے ساتھ ہی شب ناموں (مجاہدین کی جانب سے راتوں رات شائع ہو کر چسپاں کیے جانے والے پوسٹر جس میں عوام اور کابل انتظامیہ کے نام اپنے پیغامات اور خبر داری دی جاتی تھی) اور امریکا کی کٹھ پتلیوں کو براہ راست دھمکیوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ جس سے دشمن کے حوصلے پست ہونے لگے۔ فدائی حملوں کا سلسلہ بھی ہلکا ہلکا شروع ہو گیا، جس نے شہروں کے اندر دشمن کو بھاری نقصان پہنچایا۔

2006ء کے آغاز کے ساتھ جہادی کارروائیوں کی نوعیت بھی بدل گئی۔ مجاہدین نے شب خون اور چھوٹے حملوں سے آگے بڑھ کر دن دیہاڑے بڑے حملوں کا آغاز کر دیا۔ اس وقت تک ملک کے مختلف دور دراز حصوں اور پہاڑی علاقوں میں جہاد تربیت کے مراکز، ریموٹ کنٹرول اور دیگر بم تیار کرنے کے لیے کارخانے اور فدائی مجاہدین کے معسکر قائم کیے جا چکے تھے۔ اس کے ساتھ جہادی کارروائیوں کی کیفیت اور تعداد میں فرق آ گیا۔ مجاہدین سب سے پہلے ہلمند کے جنوبی علاقے ریگزار میں بڑے چھاپہ مار گروپوں کی صورت میں اکٹھے ہوئے، اور ہلمند ضلع گرمسیر پر قبضہ کر کے کابل کی کٹھ پتلی حکومت کو شدید ضرب لگائی۔

اس مرحلے میں کنڑ اور نورستان کے پہاڑوں سے پھر فراہ اور ہلمند کے دشت تک افغانستان کے تمام علاقوں میں جہادی بیداری کی تحریک اٹھی۔ جس سے ملک کے تمام صوبوں میں جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کے مراکز، کانوائے اور اعلی عہدیداروں پر براہ راست حملوں، دھماکوں، فدائی حملوں اور میزائل حملوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عسکری کارروائیوں کے ساتھ مجاہدین کے صوتی، پرنٹڈ اور ویڈیو نشریات کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ بعد ازاں انٹرنیٹ پر فعالیت سے امریکا کے خلاف جہاد کی خاموش آواز مختلف زبانوں میں دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئی۔

ان سالوں میں جہاد کارروائیوں میں غیر متوقع اضافے سے کابل انتظامیہ کے ستون لرز گئے۔ جارحیت پسند دشمن کو خطرہ ہوا کہ میدان جنگ میں ان کی آبرو سلامت نہیں رہنے والی، اس لیے انہوں نے عسکری کارروائیوں میں اضافے کے لیے اپنے فوجیوں کی تعداد 20 ہزار سے 31 ہزار تک بڑھا دی۔ مگر جب یہ تعداد بھی جنگ کو قابو نہ کر سکی تو پینٹاگون نے اپنے فوجیوں کی تعداد دوگنی کر دی، یعنی 2009 تک امریکی فوجیوں کی تعداد 68 ہزار ہو گئی۔

میدان جنگ میں امریکی فوجیوں کے اضافے سے ایک جانب امریکا کے لیے جنگ کے مصارف کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ دوسری جانب امریکی فوج کے جانی نقصان میں بھی بے پناہ اضافہ ہو گیا اور مجاہدین کو ہر روز امریکی جارحیت پسندوں پر حملوں کے لیے اہداف آسانی سے میسر آنے لگے۔ 2009 میں نئے امریکی صدر بارک اوباما نے ایسے حالات میں اپنی حکومت کا آغاز کیا جب افغانستان وائٹ ہاؤس کا سب سے پیچیدہ مسئلہ بن چکا تھا۔ بارک اوباما نے آتے ہی بش کی پالیسیوں کو تسلسل دیتے ہوئے طاقت کے استعمال کا فیصلہ کیا۔ افغانستان میں اپنی نئی اسٹریٹیجی کا اعلان کیا۔ یہاں تک کہ 2010ء میں امریکی فوج کی تعداد 1 لاکھ ہو گئی۔ ایک لاکھ امریکی فوج کے علاوہ 48 اتحادی ممالک کی 29469 افواج موجود تھیں۔ مگر یہی سال سب سے زیادہ امریکی افواج کی ہلاکت کا سال تھا۔

ہزاروں امریکی اور دیگر جارحیت پسند فوجی مجاہدین کے حملوں میں ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

بارک اوباما نے جنگ میں کامیابی کے لیے مشہور جنرل، سٹینلے میک کرسٹل کو متعین کر دیا۔ مگر وہ مختصر عرصے میں ہی اپنے مشن میں غیر موثر ثابت ہوگئے۔ جس نے بعد ازاں وائٹ ہاؤس اور پینٹا گون حکام کے خلاف میڈیا پر کھلے عام گفتگو شروع کی۔ یہاں تک کہ اسے ڈیوٹی سے معزول کر دیا گیا۔ ان کی جگہ امریکی افواج کی جنرل کمانڈ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کو دی گئی۔ ڈیوڈ پیٹریاس نے افغانستان میں امارت اسلامیہ کے خلاف جنگ جیتنے کے لیے اربکی (کرائے کے سول جنگجوؤں) سے کام لینے کے لیے اس منصوبے کا آغاز کیا۔ جس میں ملک بھر سے ملینوں ڈالر لگا کر سابقہ وار لارڈز اور نااہل و بدقماش لوگوں کو محلی پولیس یا اربکی کے نام پر جمع کر کے کام پر لگایا گیا۔ امریکا کا خیال تھا کہ اس طرح وہ مجاہدین سے وہ علاقے واپس لینے میں کامیاب ہو جائے گا جو مجاہدین نے بھاری نقصان کے بدلے امریکا سے چھینے تھے۔ مگر چونکہ یہ محلی پولیس یا اربکی انتہائی ظالم، وحشی اور برے قماش کے لوگ تھے، اس لیے عوام کی جانب سے ان کے خلاف شدید رد عمل آگیا۔ اس لیے کچھ عرصہ بعد یہ پروجیکٹ بھی ناکام ہو گیا اور اطراف کے علاقے واپس مجاہدین کے ہاتھ آگئے۔

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے دنیا سے کوچ کر جانے سے قبل ہی افغانستان آئے ہوئے مغربی جارحیت پسند اپنے برے حالات کا شکار ہو کر فرار کی حالت میں ہونے لگے۔ 2011 کے اواخر میں امریکی صدر اوباما نے اعلان کیا کہ وہ امریکی فوج کی اکثر تعداد افغانستان سے واپس نکال لیں گے۔ اس اعلان کے بعد امریکا کے بہت سے اتحادی ممالک نے اپنے اڈوں سے اپنے پرچم اتار لیے اور اپنی اکثر افواج کا افغانستان سے انخلا کر کے فرار کی راہ اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ آخری دنوں میں صرف امریکا، جرمنی اور گنتی کے چند ممالک میدان جنگ میں رہ گئے۔ جہاد افغانستان کے 34 صوبوں اور ملک کے کونے کونے تک پھیل گیا۔ امارت اسلامیہ نے نئے حالات کو دیکھتے ہوئے خود کو منظم کیا۔ رہبری شوری، کمیشنز، صوبائی انتظامیہ اور دیگر مختلف اداروں کی تشکیل کر کے امارت اسلامیہ ایک بار پھر ایک مکمل نظام کی صورت میں قائم ہوگئی۔ جب امریکا نے افغانستان پر جارحیت کی تو وہ طالبان کو دہشت گرد کہتے تھے اور ان کے ساتھ کسی قسم کے مذاکرات یا افہام و تفہیم کے روادار نہ تھے۔ مگر امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری ایام تک امارت اسلامیہ کو نہ صرف سیاسی وجاہت اور پہچان مل چکی تھی، بلکہ امریکا نے بھی صلح مصالحت کے لیے اپنے جرگے بھیجنے شروع کر دیے تھے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر چہ امریکا کا افغانستان سے انخلا امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی حیات ہی میں نہ ہو سکا، مگر امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے ان کی شکست اور ذلت دیکھ لی۔ کیوں کہ ان کے حیات ہی میں امریکی اس بات پر تیار ہو گئے تھے کہ فرار کی راہ اختیار کر لیں، اس لیے انہوں نے بات چیت اور سیاسی تفاہم کے لیے درخواست گزاری کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

نئے جہادی مرحلے میں امارت اسلامیہ کی انتظامیہ تشکیل:

پہلے بتایا جا چکا کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے فرامین اور ہدایات کے مطابق جہاد کے آغاز سے امارت اسلامیہ کی نئی تشکیل کا کام شروع ہو گیا اور مسلسل پھیلنے لگا۔ امریکا کے خلاف جہاد کے مرحلے میں امارت اسلامیہ کی انتظامی تشکیل کو دیکھا جائے تو اس کی موجودہ حالت درجہ ذیل بنتی ہے۔

امیر المؤمنین

نائب اول، نائب دوم، نائب سوم

مرکزی رہبری شوری

1. اعلی عدلیہ کا ادارہ
2. دارالافتاء، فقہی مجالس و تخصصات کمیشن
3. کمیشن برائے عسکری امور
4. سیاسی دفتر
5. انٹیلی جنس کمیشن
6. تعلیم و تربیت و ہائی ایجوکیشن کمیشن
7. کمیشن برائے مالی و اقتصادی امور
8. دعوت و ارشاد، جلب و جذب کمیشن
9. کمیشن برائے امور صحت
10. کمیشن برائے میڈیا و ثقافتی و طباعتی امور
11. زراعت، حیوانات، عشر و زکوۃ کمیشن

12. قیدیوں کے امور کی تنظیم ورہائی کمیشن

13. رفاہی اداروں اور کمپنیوں کا کنٹرولر کمیشن

14. کمیشن برائے سرحدی امور

15. کمیشن برائے معدنیات وصنائع

16. عوامی نقصانات کی روک تھام وسمع شکایات کمیشن

17. بے سہارا، یتیموں اور معذوروں کے امور کا کمیشن

18. عسکری ٹیکنکل وانجینئرنگ ادارہ

19. مرکزی ادارہ مالیات

20. دینی اشاعت کی نگرانی کاادارہ

21. فدائی حملوں اور معسکرات کاادارہ

سیاسی امور کی قیادت اور قطر دفتر:

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے حکم پر سیاسی کمیشن کا آغاز امریکا کے خلاف جہاد کے آغاز کے ساتھ ہی ہوگیا تھا۔ جن کے سربراہان کا تعین اور اس میں تبدیلی ہوتی رہی۔ آخری دنوں میں امیر المومنین رحمہ اللہ نے اپنے دفتر کے سابق کارکن سید طیب آغا کو سیاسی کمیشن کے سربراہ کے طور پر مقرر کیا۔ جو امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی وفات تک اسی منصب پر فائز رہے۔

سیاسی کمیشن جو امارت اسلامیہ کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کرنے والا اہم ترین ادارہ تھا، امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے انہیں جو اختیارات سونپے تھے اور مخصوص ذمہ داریاں انہیں حوالہ کی تھیں وہ حسب ذیل ہیں۔

1: امریکا اور دیگر بیرونی ممالک، سیاسی جماعتوں اور شخصیات سے ملاقاتیں اور مثبت روابط کا فروغ۔

2: بیرونی ممالک خصوصا امریکا کے ہاتھ میں قید افغانوں کی رہائی کے لیے مذاکرات، تبادلے یا کسی اور طریقے سے قیدیوں کی رہائی کی کوششیں۔

3: اقوام متحدہ اور اس کے متعلقہ اداروں سے رابطہ اور افہام وتفہیم۔

4: افغانستان کی غیر سرکاری شخصیات اور سیاسی جماعتوں سے رابطے اور ملاقاتیں۔

5: بیرونی رفاہی اداروں سے ملاقاتیں اور مذاکرات۔

6: افغانستان کے حوالے سے منعقدہ عالمی کانفرنسوں میں شرکت اور امارت اسلامیہ کا موقف عالمی دنیا تک پہنچانا۔

سیاسی کمیشن کو امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے خارجہ پالیسی کی تشکیل اور مثبت تعلقات کے فروغ کے حوالے سے وسیع اختیارات دے رکھے تھے۔ ان کے نمائندے کے مطابق یہ وہ واحد کمیشن تھا جس کے معاملات امیر المؤمنین رحمہ اللہ خود دیکھتے اور براہ راست ہدایات کے ذریعے رہنمائی کرتے۔ یہاں تک کہ انہوں نے مرکزی رہبری شوریٰ کو بھی ہدایت کی تھی کہ سیاسی کمیشن کو جو بھی ہدایت کی جائے پہلے اسے مجھ سے شریک کیا جائے اور اس پر میری رائے لی جائے۔ نمائندے کے بقول انہیں طیب آغا پر بہت اعتماد تھا اور ان کے اقدامات پر مطمئن تھے۔ اسی لیے ان سے اپنے نمائندے کے ذریعے براہ راست رابطہ قائم رکھتے اور کام کی توسیع اور تازہ ترین صورت حال کے حوالے سے رپورٹ طلب کرتے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین رحمہ اللہ ہمیشہ سیاسی مسائل میں شوریٰ کے فیصلوں اور رائے پر بھی عمل کرتے اور انہیں اپنی ہدایات میں شامل رکھتے۔

سیاسی کمیشن کے ذریعے امیر المؤمنین رحمہ اللہ کا ایک اہم اقدام امریکا سے مذاکرات کا آغاز اور بیرون ملک سیاسی دفتر کھولنا تھا۔ دفتر کے آغاز کے متعلق سید طیب آغا کا کہنا ہے کہ 2009ء میں جرمنی سے سیاسی دفتر کے حوالے سے ملاقاتوں کا آغاز ہوا۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ امارت اسلامیہ پہلے کابل انتظامیہ سے مذاکرات کرے۔ اس حوالے سے ہماری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ بالآخر ہمارا ان سے کابل انتظامیہ کی بجائے امریکا سے مذاکرات پر اتفاق رائے ہوگیا۔ یہ اتفاق رائے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی منظوری ہی سے ہوا تھا اور اس کے لیے قطر کا انتخاب ہوا۔ بالآخر امریکیوں سے ہماری پہلی ملاقات 2010 میں ہوئی۔ اس وقت ہم نے مذاکرات کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا تھا۔

پہلا مرحلہ اعتماد سازی کا تھا۔ کیوں کہ اعتماد نہ ہونا بہت دوریوں کا باعث تھا۔ اعتماد سازی کے مرحلے میں تین چیزیں شامل تھیں۔

ا۔ گوانتاناموکے قیدیوں کا تبادلہ، جو بعد میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

۲۔ بلیک لسٹ، ہمارا مطالبہ تھا کہ بلیک لسٹ کا مکمل خاتمہ کیا جائے جبکہ مقابل فریق کا کہنا تھا کہ یہ تدریجا کیا جائے گا۔ مذاکرات میں تسلسل آتا تو یہ بھی ہو جاتا۔

۳۔ سیاسی دفتر کا آغاز۔

مذاکرات کا دوسرا مرحلہ وہ تھا جس میں بیرونی افواج کے انخلا سمیت دیگر اہم موضوعات شامل تھے۔

امیر المؤمنین کے نمائندہ خاص ملا عزیز اللہ اخند کا کہنا ہے کہ سیاسی دفتر کے آغاز اور اس کے لیے جگہ کے انتخاب کے لیے امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے تین شرائط پیش کی تھیں۔

الف: سیاسی دفتر ایسے ملک میں کھولا جائے جو ہمارا پڑوسی نہ ہو۔

ب: ایسا اسلامی ملک ہو جس کی فوج افغان جنگ شامل نہیں۔ (امریکا کے اتحادی افواج میں شامل نہ ہو)

ج: ایسا ملک ہو جس نے خود بھی کبھی امارت اسلامیہ سے دشمنی والا رویہ اور سلوک روا نہ رکھا ہو۔

انہیں شرائط کے تناظر میں امارت اسلامیہ کا سیاسی دفتر کھولا گیا۔ قطر میں طالبان کا ظہور اس لیے اہمیت کا حامل تھا کہ امریکی جارحیت کے بعد ایک عشرے تک امارت اسلامیہ اپنی سیاسی سرگرمیاں خفیہ طور پر سرانجام دیتی رہی تھی۔ مگر قطر میں دفتر کے افتتاح کے بعد ایک بار پھر انہیں موقع ملا کہ ایک ہم پلہ سیاسی فریق کی حیثیت سے اپنی موجودگی ثابت کرے۔ اس طرح عالمی کانفرنسوں میں سیاسی دفتر کے نمائندوں کی شرکت، وہاں امارت اسلامیہ کے موقف کی وضاحت اور مختلف حکومتوں اور جماعتوں سے مثبت افہام تفہیم کے لیے ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔

قطر دفتر کے فعال کردار نے امارت اسلامیہ کے حوالے سے وہ تصور دنیا کے بہت سے ممالک اور عوام کے ذہنوں سے صاف کر دیا جو امریکی پروپیگنڈے کا باعث بنا تھا۔ وہ یہ کہ امارت اسلامیہ ایک باغی اور بقول ان کے دہشت گرد گروہ ہے۔ طالبان کے سیاسی ظہور نے یہ ثابت کر دیا کہ امارت اسلامیہ افغان عوام کی خود مختاری اور استقلال کی حقیقی جنگ لڑ رہی ہے۔ جن کے پاس ایک بہ جا اور مدلل موقف اور پالیسی ہے۔ سیاسی دفتر کا ایک اور کارنامہ گوانتاناموکی جیل سے امارت اسلامیہ کے پانچ مجاہدین رہنماؤں حاجی ملا محمد فاضل مظلوم، ملا نوراللہ نوری، ملا خیراللہ خیر خواہ، ملا عبدالحق وثیق اور مولوی محمد نبی عمری کی رہائی تھی، جو ایک امریکی فوجی باو بریگڈل کی رہائی کے بدلے میں ہوئی۔

روپوشی کی زندگی میں امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی روزمرہ مصروفیات:

ملا عبدالجبار عمری جو امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی 13 سالہ روپوشی کی زندگی میں اکثر وقت ان کے ساتھ رہے اور ان کی خدمت کی۔ ان کا کہنا ہے امیر المؤمنین رحمہ اللہ فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد اپنے پرانے معمول کے مطابق سری (آہستہ) اذکار اور وظائف پڑھتے۔ اس کے بعد صبح کا ناشتہ کرتے۔ صبح کے ناشتے میں چینی والی گرین ٹی کے ساتھ روٹی کھاتے۔ مگر وہ کھانا بہت کم کھاتا تھا۔ چائے تو صرف صبح اور سہ پہر کو پیتے تھے۔

صبح سے دوپہر تک اکثر وقت ان کی مصروفیت قرآن کریم کی تلاوت، ذکر و فکر، مطالعہ کے لیے تفسیر جلالین، معارف القرآن اور تفسیر کابلی سمیت متعدد تفاسیر، بخاری شریف اور مشکوۃ المصابیح سمیت احادیث کی کتابیں اور ہدایہ سمیت فقہ کی کچھ کتابیں انہیں میسر تھیں۔ اس کے علاوہ بھی مختلف کتابیں ان کے پاس ہوتی تھیں، جیسے حیات الصحابۃ وغیرہ۔ مگر ان کا زیادہ تر وقت قرآن کریم کی تلاوت اور تفاسیر کے مطالعے میں گذرتا تھا۔ دن میں ایک وقت ریڈیو بھی سنتے اور دنیا بھر اور افغانستان کے حالات سے ہمیشہ خود کو باخبر رکھتے۔

عبدالجبار عمری کہتے ہیں: اس طویل عرصے میں مجھے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ کھانا، باتیں اور سونا ان کا بہت کم ہوتا تھا۔ کبھی امتیازی کھانے کا مطالبہ اور توقع نہیں کیا۔ جو کچھ افغانستان کے عام غریب گھروں میں پکتا تھا وہی کھاتے۔ کھانا اتنا کم کھاتے تھے کہ مجھے کبھی یاد نہیں پڑتا کہ کبھی انہوں نے آدھی روٹی سے زیادہ کھایا ہو۔ باتیں بھی بہت کم کرتے تھے۔ حتی کہ رسمی اجلاسوں میں بھی ان کی گفتگو بہت مختصر ہوتی تھی۔ صرف اہم اور کام کی بات کرکے خاموش ہو جاتے۔ اجلاسوں میں اکثر وقت خاموش رہ کر دوسروں کی باتیں سنتے۔ ہر بات پہلے خوب سن کر سمجھتے اس کے بعد اس پر رائے دیتے۔

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی نیند بہت ہلکی ہوتی تھی۔ ان کے جاگنے اور سونے میں فرق کرنا مشکل ہوتا تھا۔ جتنی بھی گہری نیند سے انہیں جگایا جاتا وہ ایسے جواب دیتے جیسے سوئے ہی نہیں تھے۔ نیند شروع سے ہی کم کرتے تھے۔

قندہار سے نکلتے ہوئے امیر المؤمنین رحمہ اللہ اپنے ساتھ صرف دو جوڑے کپڑے لے کر نکلے تھے۔ ایک پہنا ہوا تھا اور دوسرا ایک اضافی جوڑا۔ ان کے پاس کچھ رقم بھی تھی جن سے وہ اپنا صدقۃ الفطر اور کچھ دیگر ذاتی مصارف ادا کرتے تھے۔ قندہار سے نکلتے ہوئے ان کے ساتھیوں نے ان کے بیگ میں کچھ رقم ان کی بے خبری میں رکھے تھے۔ روپوشی کے ایام میں ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بعض بڑے مصارف اسی رقم سے پورے کیے جاتے۔

امیر المؤمنین رحمہ اللہ روپوشی کے ایام میں بھی ماضی کی طرح طویل کپڑے پہنتے، اور پاج (ایک مخصوص باریک کپڑا جس کی پگھڑی افغانستان اور دیگر پشتون علاقوں میں پہنی جاتی ہے) کی بڑی پگھڑی پہنتے تھے۔ کپڑے اکثر ان کے گھر والوں کی طرف سے سلے ہوئے آتے۔

خاندان کی سرپرستی:

پہلے ذکر ہوچکا کہ امریکی جارحیت کی پہلی رات امیر المؤمنین رحمہ اللہ اپنے خاندان سے الگ ہوگئے اور پھر وفات تک اپنے اہل وعیال سے نہ مل سکے۔ اس دورانیے میں امیر المؤمنین کے خاندان کی کفالت ملا عبدالمنان عمری کرتے رہے۔ ملا عبدالمنان اخند امیر المؤمنین کے ماں شریک بھائیوں میں سے زندہ بچ جانے والے ایک بھائی تھے۔ ان کے دو ماں شریک بھائی امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں شہید ہوگئے۔ ملا عبدالمنان اخند امارت اسلامیہ کی تحریک کے آغاز سے ہی ان کی گھریلو ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ امارت کے آغاز کے ساتھ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی مصروفیات اور بڑھ گئیں۔ ابتدائی سالوں میں ایک ہفتے بعد ایک دن انہیں گھر جانے کے لیے وقت ملتا۔ ان کا زیادہ وقت امارت کے کاموں میں ہی گذرتا اس لیے گھر کی ذمہ داریاں انہوں نے ملا عبدالمنان کے حوالے کی تھیں۔ امریکی جارحیت کے بعد جب امیر المؤمنین رحمہ اللہ اپنے خاندان سے الگ ہوگئے تو ملا عبدالمنان کی ذمہ داریاں اور بڑھ گئیں۔ مگر انہوں نے اس مرحلے پر بھی تمام خطرات اور مشکلات کے باوجود پوری ہمت اور اخلاص سے امیر المؤمنین کے خاندان کی کفالت کی۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے صاحب زادوں نے تعلیم مکمل کی اور اس مشکل مرحلے سے کامیابی سے نکل گئے۔

ملا عبدالمنان اخند کہتے ہیں اس دورانیے میں امیر المؤمنین نے صرف ایک مرتبہ وہ بھی ان کے قندہار چھوڑنے کے تقریبا دو ماہ بعد سیٹلائٹ فون پر مجھ سے اور اپنے بڑے بیٹے مولوی یعقوب صاحب سے بات کی تھی، اور اپنے خاندان کا حال احوال کیا تھا۔ اس کے بعد پھر کبھی ان کی اپنے خاندان سے ٹیلیفونک گفتگو نہیں ہوئی، نہ کبھی اپنے خاندان سے ملے۔ البتہ قاصدوں کے واسطے سے ہمیشہ اپنی ہدایات اپنے خاندان تک پہنچاتے اور ان کے حالات سے خود کو باخبر رکھتے۔

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ وقتاً فوقتاً ہمارے خاندانی مسائل کے حوالے سے ہمیں ہدایات بھیجتے، ہم خاندان کے بڑے اور اہم معاملات کے ساتھ ساتھ چھوٹے واقعات اور عام سے معاملات میں بھی ان سے مشاورت طلب کرتے اور ان کی ہدایات لیتے۔

زابل میں رہائش کے دوران ان کی دوسری جائے رہائش پہلے جگہوں کی بنسبت وسیع اور اس قابل تھی کہ ان کے ساتھ ان کا خاندان اور بچے رہائش پذیر ہوسکیں۔ ملا عبدالجبار عمری کہتے ہیں کہ ہم نے کئی بار امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو پیش کش کی کہ ہم ان کے اہل وعیال اور بچوں کو لے کر یہاں آجائیں گے۔ مگر ان کا جواب یہ تھا کہ پہلے تو سیکیورٹی حالات مناسب نہیں ہیں۔ پھر اس وقت اللہ تعالی نے اس میرے لیے گوشہ نشینی اور تنہائی بہت محبوب کردی ہے۔ اس تنہائی میں عبادت کا جو مزہ اور روحانی کیفیات دیکھی ہیں وہ میں ختم نہیں کرنا چاہتا۔

کچھ عجیب خصوصیات:

عبدالجبار عمری کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ زندگی کے اس تیرہ سالہ دور میں، میں نے ان میں کچھ ایسی خصوصیات دیکھیں اگر بیان کروں تو شاید بہت سے لوگ یقین نہ کریں۔ ان میں سے ایک ان کی مراقبے اور تفکر کی کیفیت تھی۔ وہ دن رات ہر وقت مراقبے اور گہری فکر میں ہوتے اور ذکر میں مشغول رہتے۔

امیر المؤمنین کا مزاج تھا کہ وہ کسی کو ڈانٹتے نہیں تھے۔ ایک دن جب مغرب کی اذانیں ہورہی تھیں، میں ان کے کمرے میں آیا۔ وہ مراقبے کی حالت میں تھے۔

میرا خیال تھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں جگانے کے لیے آواز دی کیوں کہ نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ انہوں نے سر اٹھایا تو مجھے سخت ڈانٹا۔ بعد میں اپنی اس ڈانٹ پر معذرت کرتے ہوئے کہا "خدا کرے آپ میری ڈانٹ سے ناراض نہ ہوئے ہوں، میں سو نہیں رہا تھا، مگر اس ذکر وفکر کے وقت کبھی کبھی مجھ پر ایسی حالت آجاتی ہے جس میں اتنی لذت ہوتی ہے کہ وہ لذت مجھے دنیا کی کسی نعمت میں نہیں ملتی۔ میں اس وقت ایسی ہی کیفیت میں تھا جب آپ نے آواز دی۔"

عبدالجبار عمری کا کہنا ہے کہ عالمی میڈیا یہ پروپیگنڈا کرتا ہے کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ ایک درشت مزاج اور انتہا پسند شخص تھے۔ مگر ان کی طویل رفاقت میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک معتدل مزاج کے مالک تھے۔ ان کا ہر کام اعتدال سے ہوتا تھا۔ عام زندگی سے لے کر عبادات تک ان کی زندگی کا ایک بہترین وصف جس سے میں متاثر ہوا وہ ان کا صبر تھا۔

تیرہ سالہ تنہائی میں بھی کبھی میں نے انہیں بے صبری کا مظاہرہ کرتے نہیں دیکھا۔ کبھی انہوں نے کسی چیز کی شکایت نہیں کی۔ اپنی والدہ (امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ اب بھی حیات ہیں) اور اپنے بچوں کو یاد کرتے۔ مگر اپنی تنہائی کے حوالے سے کسی افسوس کا اظہار کبھی نہیں کیا۔ یہاں تک کہ بیماری پر انہیں اس قدر کنٹرول تھا کہ اکثر وقت بیمار اور تکلیف میں ہوتے مگر ان کی حالت دیکھ کر پتہ نہیں چلتا تھا کہ بیمار ہیں۔ نہ کسی قسم کی شکایت کرتے۔ بیماری برداشت کرتے اور شدید صبر کا مظاہرہ کرتے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا وہ زیادہ گفتگو نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ہمیشہ نامناسب گفتگو اور غیبت کی بجائے نصیحت کرتے۔ نصیحت کرتے ہوئے ان کی آواز اونچی ہو جاتی۔ "خدا سے ڈرو" ان کی نصیحت میں اس جملے کا تکرار زیادہ ہوتا۔ امیر المؤمنین آسائش اور راحتوں کا مزاج نہیں رکھتے تھے۔ انہیں سادہ زندگی پسند تھی۔ کسی سے خدمت یا خاص امتیازی توجہ کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ مزاج میں رحم دلی بہت زیادہ تھی۔ اکثر مجاہدین کو نصیحت کرتے کہ کارروائیوں میں احتیاط سے کام لیا کرو، تاکہ بے گناہ لوگ نشانہ نہ بنیں۔ عام لوگوں کی شہادت کی خبریں سن کر بہت افسردہ ہوتے۔

جس علاقے میں امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی رہائش تھی وہاں ایک بار برف باری ہوئی۔ برف باری میں کچھ پرندے ٹھٹھر کر برف کے نیچے دب گئے تھے اور اڑ نہیں سکتے تھے۔ ایسے پرندوں کو بچے پکڑ کر اٹھا لیتے۔ اسی گھر کا ایک بچہ ایسا ہی ایک پرندہ اٹھا کر ان کے پاس لایا۔ امیر المؤمنین نے پہلے تو بچے کو بہلا کر پرندہ ان کے حوالے کرنے پر راضی کیا۔ پھر پرندہ ان سے لے کر آتش دان کے پاس رکھ دیا تاکہ گرم ہو کر حرکت کے قابل ہو جائے۔ جب اس کے پر کھل گئے تو خود ہی اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر باہر آئے اور پرندے کو ہوا میں اڑا دیا۔

اس دورانیے میں امیر المومنین کی صحت کی حالت:

عبدالجبار عمری کہتے ہیں کہ روپوشی کے ایام کے اواخر میں امیر المؤمنین رحمہ اللہ کا جسم تدریجاً کمزور ہونے لگا اور وزن کم ہونے لگا۔ چہرہ زرد اور سینے کی تکلیف کی شکایت بڑھنے لگی۔ یہ سب علامات ٹی بی کی بیماری کی تھیں۔ مگر ہم بروقت اس کا ادراک نہیں کر پائے کہ اس کا علاج کرواتے۔ اس کے علاوہ عموماً صحت درست رہتی۔ کبھی کبھی موسمی بیماریاں جیسے زکام وغیرہ لاحق ہو جاتیں مگر وہ دوائی کے بغیر ٹھیک ہو جاتیں۔ ان کی عادت یہ بن گئی تھی کہ بیماری میں صبر اور مزاحمت سے کام لیتے۔ بیماری کی بالکل شکایت نہ کرتے۔ اگر کبھی ساتھی سمجھ جاتے اور دوائی کا کہتے تو بھی ٹال دیتے اور کہتے کہ یہ عام سی بیماری ہے خود بخود ٹھیک ہو جائے گی۔ کبھی کبھی دانتوں میں تکلیف ہو جاتی۔ اگرچہ جسمانی لحاظ سے کبھی بیماری اور تکلیف پیش آتی مگر اعصابی اعتبار سے بالکل مضبوط اور صحت مند تھے۔ مصائب اور تنہائی کا بلند عزم سے مقابلہ کرتے۔ ایسی کوئی علامت دیکھنے میں نہیں آئی جو ان کی اعصابی بیماری پر دلالت کرتی۔

مرض وفات:

امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے میزبان حکایت کرتے ہیں کہ وفات سے تین دن قبل ایک رات کو میں کھانا لے کر ان کے کمرے میں گیا۔ کھانا رکھ کر میں واپس آگیا۔ تھوڑی دیر بعد جب دوبارہ گیا تو وہ دیوار سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے آواز دی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں پہلو پر لٹا دیا۔ اس مسئلے کے حل اور ان کے علاج کے لیے میں نے اپنے گاؤں کے ایک ہمراز پڑوسی کو صورت حال سے آگاہ کیا اور امیر المؤمنین کی بیماری کی شدت کا بتایا۔ ان کے ساتھ مشورہ اس بات پر طے ہوا کہ اس موجودہ گھر سے انہیں قریبی دوسرے گھر منتقل کیا جائے۔ 23 اپریل 2013 کا دن تھا۔

شدید بارش برس رہی تھی۔ پوری رات افغانستان کے جنوبی صوبوں میں شدید بارش اور ژالہ باری ہوتی رہی۔ اسی رات کو قندہار ایئرپورٹ پر بڑی بڑی ژالہ باری کے باعث ناٹو اور امریکی فوج کے تقریباً 50 ہیلی کاپٹر بھی سطحی طور پر متاثر ہو کر قابل پرواز نہیں رہے تھے۔ جن کی خبریں میڈیا پر بھی آئی تھیں۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ اپنے دیگر تین ساتھیوں کے ساتھ اسی رات اپنی جائے رہائش سے ایک اور مکان منتقل ہو گئے۔

اگلے دن صبح 23 اپریل کا دن تھا۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی طبعیت صبح کچھ ٹھیک تھی۔ چائے بھی پی لی اور کچھ گفتگو بھی کی۔ مگر کچھ دیر بعد پھر ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ میزبان خاندان کے افراد اور جمع ہونے والے دیگر لوگوں نے فیصلہ کیا کہ ان کی حالت سے امارت اسلامیہ کی قیادت کو آگاہ کیا جانا چاہیے۔ اسی روز قائدین کو آگاہ کرنے کے لیے نمائندے بھیجے گئے۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ پر اسی روز اور اگلے روز بھی کبھی بے ہوشی آتی اور کبھی پھر افاقہ ہو جاتا۔ اس کے ساتھ ان کے سینے کی تکلیف بھی بڑھنے لگی۔

اس کے اگلے روز ایک ڈاکٹر ان کے پاس لایا گیا۔ اس نے چیک اپ کر کے بتایا کہ ان کی حالت نازک ہے۔ انہیں ہسپتال منتقل نہیں کیا گیا تو ان کی زندگی خطرے سے دوچار ہو سکتی ہے۔ فیصلہ اس بات پر ہوا کہ عصر کو انہیں ایک عام بیمار افغان شہری کی حیثیت سے خفیہ طور پر کلات یا اور کسی ہسپتال منتقل کر کے داخل کر دیا جائے گا۔ مگر سہ پہر کے آخری لحات میں انہوں نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی اور اس فانی زندگی سے ہمیشہ کے لیے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی رات تین بجے میزبان خاندان اور ان کے ساتھیوں نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور پھر خفیہ طور پر ان کی تدفین کر دی گئی۔

امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اور خاندان کو اطلاع کیسے ہوئی؟

امیر المؤمنین کے قاصد ملا عزیز اللہ اخند کہتے ہیں کہ ان کی وفات سے چار روز قبل میں ان سے ملنے گیا اور ان سے ملاقات کی۔ ان سے رات ایک بجے تک گفتگو ہوتی رہی۔ ان کے چہرے اور حالت سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہیں۔ جب رسمی اجلاس ختم ہوا تو میں نے صحت کے حوالے سے دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہیں۔ میں نے کہا بخار رہتا ہے یا کوئی مسئلہ ہے۔ کہا پورے جسم میں درد رہتا ہے۔ پہلے وہ دوا طلب نہیں کرتے تھے۔ اس بار جب میں نے کہا کہ میں دوا لے کر آتا ہوں آپ کے لیے، تو وہ مان گئے۔

اگلی رات کو ان کی تکلیف بڑھ گئی تھی۔ میزبانوں نے کچھ دوائی وغیرہ دی تھی مگر افاقہ نہیں ہوا۔ پھر انہوں نے اپنا ساتھی میرے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ان کی تکلیف بڑھ گئی ہے حتی کہ بات بھی نہیں کر سکتے۔ میں یہاں ایک ڈاکٹر سے ملا اور بیماری کی علامات بتائیں۔ ڈاکٹر نے کہا یہ سب ٹی بی کی علامات ہیں۔ پھر اسی ڈاکٹر نے ضروری دوائیں دیں۔ میں نے دوائیں اسی ساتھی کو دیں جو پیغام لایا تھا، کہ یہ دوائیں فوراً پہنچا دو اور اگر ممکن ہو تو ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔ تاکہ بیماری کی صحیح تشخیص ہو کر علاج ہو سکے۔

اسی روز میں نے ملا عبد السلام اخند کو اس بارے میں بتایا۔ پھر ہم مل کر امارت اسلامیہ کے اس وقت نائب امیر ملا اختر محمد منصور سے ملے اور سارا حال بتایا۔ ہم نے مل کر فیصلہ کیا کہ امیر المؤمنین کے خاندان کے افراد خصوصاً ان کے چچا مولوی محمد جمعہ اور بھائی ملا عبد المنان عمری کو صورت حال سے آگاہ کریں تاکہ سب مل کر علاج کے لیے کوئی فیصلہ کریں۔

ان کے بھائی ملا عبد المنان عمری کہتے ہیں اسی رات جب ملا عزیز اللہ اخند اختر منصور صاحب سے ملے تھے، مجھے بھی پیغام بھیجا۔ پھر میں اور میرے چچا مولوی جمعہ مولوی عبد الغفار کے گھر میں آپس میں ملے۔ مولوی عبد الغفار ملا عمر کے چچازاد بھائی ہیں۔ میرے چچا نے مجھے امیر المؤمنین کی شدید بیماری کا بتایا۔ مشورہ اس پر ہوا کہ اگلی صبح ہم ادویات اور طبی ضرورت کا دیگر سامان ساتھ لے کر اسی علاقے جائیں گے تاکہ علاج یا وہاں سے منتقلی کی کوئی ترتیب بن سکے۔ اگلی صبح نمائندے سویرے ہی چل پڑے۔ ہم ایک بار پھر منصور صاحب سے ملے۔ اس کے بعد ہم بھی نکل پڑے۔ نمائندے ملا عزیز اللہ اخند ہم سے پہلے نکلے تھے۔ راستے میں انہیں امیر المؤمنین کے سابقہ میزبان حاجی عبد الاحد مل گئے

تھے۔ حاجی عبدالاحد نے انہیں بتایا کہ امیر المؤمنین وفات پا چکے ہیں۔ یہ سن کر نمائندے واپس ہماری طرف پلٹے۔

اسی روز ہم یعنی ملا عبدالمنان عمری، ملا عبدالسلام اخند، عبدالرحمن صاحب جو امیر المومنین کی رہائشی علاقے کی جانب محو سفر تھے، آدھی راہ میں ملا عزیز اللہ اخند اور حاجی عبدالاحد سے ملے۔ انہوں نے امیر المؤمنین کے وفات کی اطلاع دی جو ہمارے لیے انتہائی دردناک خبر تھی۔ کیوں کہ دیگر ارمانوں کے ساتھ ساتھ ہمارے خاندان کی ایک آرزو یہ تھی کہ ایک دن سب مل کر ایک بار پھر ایک محفل میں جمع ہوں اور ہم مل کر بیٹھ سکیں۔ یہیں پر مشورہ طے پایا کہ امیر المؤمنین کے بڑے صاحب زادے مولوی یعقوب صاحب کو بھی بلالیا جائے۔

مولوی یعقوب صاحب کہتے ہیں جمعرات کی رات تھی کہ رات گئے میرے چچاملا عبدالمنان نے مجھے فون کر کے کہا ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں کل صبح پہنچ جانا۔ صبح سویرے فجر پڑھ کر میں نکلا اور تین گھنٹے سفر کے بعد پہنچا۔ وہاں یہ لوگ گاڑی میں پہنچے۔ یہ پانچ افراد تھے ملا عبدالمنان، ملا عبدالسلام، ملا عزیز اللہ، مولوی عبدالرحمن اور حاجی عبدالاحد۔ میں بھی ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا۔ ملا عبدالسلام نے کہا امیر المؤمنین کچھ بیمار ہیں، اس لیے ہم نے آپ کو بلایا ہے تاکہ علاج کے لیے کوئی طریقہ کار ترتیب دیں۔ بعد میں باتوں باتوں میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی ان پر رحم فرمائے، اور وفات کی جانب اشارہ کیا۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ وہ وفات پا چکے ہیں اس لیے بہت دکھی ہوا۔ مگر یہ لوگ مسلسل دلاسہ دیتے رہے کہ یہ اللہ تعالی کا فیصلہ تھا تم صبر سے کام لو۔ کچھ دیر چلنے کے بعد ایک ویران دشت میں ہم گاڑی سے اترے اور یہیں پر ایک مشاورتی مجلس ہوئی۔

فیصلہ اس بات پر ہوا کہ میں اور ملا عبدالمنان اخند زابل ضلع سیوری جائیں گے تاکہ وہاں امیر المؤمنین کا جسد مبارک خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور وفات کی پوری تفصیل وثوق سے معلوم ہو جائے۔ ہم اسی روز سیوری کی جانب نکلے اور غروب آفتاب سے پہلے پہنچ گئے۔ پہلے امیر المؤمنین کی جائے رہائش پر گئے جہاں انہوں نے زندگی کے آخری سال گذارے تھے۔ اس دن امریکی طیاروں کا گشت بہت زیادہ تھا۔ خطرہ تھا کہ امریکی گاوں پر چھاپہ نہ ماریں اس لیے گھر والوں نے مشورہ دیا کہ اگلے روز صبح امیر المؤمنین کی قبر پر جائیں گے۔

اگلے روز ہم امیر المؤمنین کی قبر پر گئے۔ ان کا جسد مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان کا جسد دیکھ کر مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ سارا غم ہلکا ہو گیا۔ ان کو دیکھنے کی آرزو بہت سالوں بعد پوری ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے زندگی میں ہی مل رہا ہوں۔ دل کو ایک عجیب اطمینان اور سکون ملنے لگا۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کا جسد دیکھنے کے بعد ہم واپس روانہ ہوئے۔ شام کو ملا عبدالسلام اور دیگر ساتھیوں سے ایک بار پھر مل گئے۔

یہاں ایک بار پھر مشورہ ہوا۔ ملا عبدالسلام کاتب کا کہنا تھا کہ "اور تو میں کوئی مشورہ نہیں دیتا اس حوالے سے کہ یہ خبر چھپانی ہے یا ظاہر کرنی ہے، مگر میں ایک بات کہتا ہوں کہ امارت اسلامیہ ایک دینی فریضہ ہے، اسے شریعت کے مطابق چلاتے رہنا ہماری ذمہ داری ہے"۔ یہاں مزید گفتگو نہیں ہوئی۔

کچھ دن گذرنے کے بعد ہم نے امارت اسلامیہ کے سیکریٹری جنرل ملا اختر محمد منصور کو اطلاع دی۔ اسی طرح امارت اسلامیہ کے کچھ دیگر رہنماوں جیسے شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخند زادہ صاحب، شیخ الحدیث مولوی عبدالسلام صاحب اور شیخ عبدالحکیم صاحب کو بھی اطلاع دی۔ اس کے بعد منصور صاحب نے کچھ دیگر رہنماوں مولوی نور محمد ثاقب، ملا عبدالقیوم ذاکر صاحب، امیر خان حقانی صاحب اور کچھ دیگر رہنماوں کو بھی بتایا۔ ان رہنماوں نے مل کر ایک اجلاس منعقد کیا تھا۔ اسی اجلاس میں اختر محمد منصور صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ امیر المؤمنین کی وفات کی خبر کو کچھ عرصہ خفیہ رکھا جائے۔ کیوں کہ اس وقت امریکا شکست کھا رہا تھا اور اس نے اپنے افواج کے انخلا کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اس لیے وہ کہہ رہے تھے کہ اگر ایسے حساس وقت میں امیر المؤمنین کی وفات کا اعلان ہو جائے تو اس سے جہادی حالات پر برا اثر پڑے گا۔ امریکا کو جرات ملے گی اور اپنے افواج کے انخلا کا سلسلہ موقوف کر دے گا۔

* * * *

اہم افغان مشاہیر کا مختصر تذکرہ

عمر بن ہارون بلخی/ ابو عمر حفص بلخی/ ابو مطیع بلخی/ ابو معاذ بلخی

عمر بن ہارون بلخ

امام حافظ ابو حفص عمر بن ہارون ثقفی بلخی فقہ اور علوم قرآن کے نامور عالم تھے۔ احادیث کا سماع انہوں نے جعفر صادق، ابن جریج، ثور بن یزید، سعید بن ابی عروبہ، صفوان بن عمرو، سلمہ بن وردان، اوزاعی سمیت دیگر کبار محدثین سے کیا تھا۔ ابو مطیع بلخی کا قول ہے کہ: ابو حفص بلخ کے بڑے مفتیان میں سے تھے۔ بلخ کے لوگ ان کی علمی مجلس سے استفادہ کرتے تھے اور ان کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ امام قتیبہ بن سعید بغلانی جیسی بڑی شخصیات نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ ان کے زہد اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ان کی سیرت و سوانح کے کتب میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں چار ہزار مرتبہ ختم قرآن اور تیرہ حج کیے۔

اجزاء کے نام سے احادیث میں ایک کتاب بھی انہوں نے لکھی ہے۔ آپ ایک قول کے مطابق 196ھ جبکہ دوسری قول کے مطابق 194ھ بروز جمعہ چھیاسٹھ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کو بلخ ہی سپرد خاک کیا گیا۔

ابو معاذ بلخی

اسلامی دنیا اور خاص کر افغانستان کے فخر فقہ حنفی میں ایک بڑا نام ابو معاذ خالد بلخی بن سلیمان ہیں۔ آپ بلخ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار بلخ کے مجتہدین میں ہوتا تھا۔ احادیث کا سماع آپ نے امام مالک، سفیان ثوری اور ابن جریج سے کیا ہے۔ فقہ میں امام محمد اور امام ابو یوسف کے شاگرد تھے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی حفظ کے ساتھ تیس ہزار احادیث بھی انہیں یاد تھیں۔ منازل سلوک شقیق زاہد بلخی کی بیعت میں طے کیے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خراسان میں مجھے تین افراد زیادہ پسند ہیں سعید، متوکل اور ابو معاذ۔

آپ محرام الحرام 199ھ کو بروز جمعہ 84 سال کی عمر میں دار فنا سے دار بقا کی جانب کوچ کر گئے۔ بلخ شہر کے قریب ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

ابو مطیع بلخی

ابو مطیع حکم بن عبد اللہ اسلامی دنیا کے نامور عالم دین اور بڑے فقیہ تھے۔ علم دین سیکھنے کے لیے بغداد اور مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے احادیث روایت کی ہیں۔ حافظ ابو بکر خطیب بغدادی اپنے کتاب تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں: حکم بن عبد اللہ بن مسلمہ بن عبد الرحمٰن ابو مطیع البلخی حدث عن ھشام بن حسان و بکر بن خنیس وعباد بن کثیر وابراہیم بن طھمان و ابی حنیفہ ومالک بن انس وسفیان الثوری روی عنہ احمد بن منیع وجماعۃ من اہل خراسان وکان فقیھا بصیرا بالرای وولی قضاء بلخ وقدم بغداد غیر مرۃ وحدث بھا۔

حافظ عبد الحئی بن العماد حنبلی نے اپنی کتاب "شذرات الذھب فی معرفۃ من ذھب" میں لکھا ہے کہ: ابو مطیع بلخی امام ابو حنیفہ کے قریبی ساتھی اور شاگرد تھے اور ان سے فقہ اکبر کی کتاب روایت کی ہے۔ آپ سولہ سال تک بلخ کے قاضی رہے۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اتنے عابد تھے کہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ پندرہ سو احادیث انہیں زبانی یاد تھیں۔ ابو مطیع بلخی 12 جمادی الاولی 199ھ ہفتے کی رات کو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کو بلخ کے نوبہار دروازے کے قریب دفن کیا گیا۔

ابو عمر حفص بلخی

ابو عمر حفص بن عبد الرحمٰن بن عمر بن فروخ بلخی وقت کے نامور عالم فقیہ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ عاصم الاحوال، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور اسرائیل سے احادیث روایت کی ہیں۔ کچھ عرصہ بغداد میں قاضی کے منصب فائز رہے اور بعد میں بطور قاضی نیشاپور میں بھی قاضی رہے۔ ترمذی اور نسائی میں آپ کی روایتیں موجود ہیں۔ زندگی کے آخری ایام آپ نے نیشاپور میں گزارے۔ ابن العماد حنبلی نے شذرات الذھب میں لکھا ہے کہ: وکان ابن المبارک یرویرہ ویقول، ھذا اجتمع فیہ الفقہ والوقار والورع۔ جب عبد اللہ ابن مبارک نیشاپور آئے تو ان کی زیارت کے لیے آتے اور کہتے کہ ان میں علم، وقار اور تقویٰ سب موجود ہیں۔ آپ 199ھ میں وفات پاگئے۔

❋❋❋❋

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

جامع کمالات خاتون

تحریر: ام ہانی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے لاڈلی بیوی تھیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کو عورتوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا: عائشہ۔ انہوں نے پوچھا مردوں میں؟ آپ نے فرمایا: عائشہ کے والد ابو بکر (رضی اللہ عنہ)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہی فضیلت دوسری تمام خواتین پر فوقیت کے لیے کافی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ علم وفضل میں بھی کمال رکھتی تھیں۔ گھریلو زندگی سے متعلق جتنی احادیث مروی ہیں ان کی راوی حضرت عائشہ ہی ہیں۔ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ سو احادیث بیان کی ہیں بہت سے نامی گرامی صحابہ ان سے احادیث بیان کرتے تھے۔ چناں چہ حضرت عمر اور ان کے بیٹے عبد اللہ، حضرت ابو ہریرہ، مشہور صحابی ابو موسی اشعری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی عبد اللہ ابن عباس، سائب بن یزید زید بن خالد رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے مشہور صحابہ حدیث میں ان کے شاگرد ہیں۔

جس وقت حضرت عائشہ صدیقہ کی سیرت مبارک پر عام تبصرہ کیا جاتا ہے تو سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت جو نہ صرف صحابیات بلکہ بعض صحابہ کرام کے مقابلہ میں بھی آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی، یہ تھی کہ آپ فطرت کی طرف سے فلسفیانہ دماغ لے کر آئی تھیں اور تفقہ فی الدین، قوت اجتہاد، سلیقہ، ضبط واقعات، صحت فکر واصابت رائے میں آپ کا مرتبہ بلند تھا۔

آپ جو بات فرماتی تھیں، جو توجیہ آپ کرتی تھیں وہ بالکل عقل کے مطابق ہوتی تھی اور مشکل سے کوئی روایت ایسی ملے گی جسے باور کرنے کے لیے عقل انسانی کو دور از کار تاویلوں سے کام لینا پڑے۔ اس میں کلام نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کی وجہ سے آپ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کے مطالعہ کا نہایت اچھا موقع حاصل تھا لیکن جس وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ کے علاوہ اور بھی ایسی ہستیاں تھیں جنہیں قربت کا یہی درجہ حاصل تھا تو ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذہنی تفوق نمایاں نظر آنے لگتا ہے کہ وہی ایک بات تھی جس کو رسول اللہ کی زبان مبارک سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور بھی سنتے تھے، لیکن جس نتیجہ پر آپ پہنچتی تھیں اور اس کی حقیقی روح تک جس طرح آپ کے ذہن مبارک کی رسائی ہو جاتی تھی، وہ دوسروں کو نصیب نہ تھی۔ آپ کورانہ تقلید کی سخت مخالف تھیں اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کے حقیقی مدعا تک پہنچنے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔ رسول اللہ کے عہد مبارک میں عورتوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے کی اجازت تھی اور چاہئے تھا کہ حضرت عائشہ اس کو ہمیشہ جائز قرار دیتیں، لیکن چوں کہ آپ اچھی طرح واقف تھیں کہ یہ اجازت محدود وقت تک قائم رہ سکتی ہے اسی لیے آپ نے زمانہ مابعد میں عورتوں کی اخلاقی حالت کا تنزل محسوس کر کے فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ عورتوں کی حالت کیا ہوگئی ہے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا جاتا تھا۔

اسلام میں شرک فی العبادات سے لوگوں کو باز رکھنے کے لیے جس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اور خصوصیت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو آپ نے اس درخت کو جس کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی، صرت اس لیے قطع کرا دیا کہ کہیں لوگ اسے بھی متبرک نہ سمجھنے لگیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وسعت معلومات، صحت فکر، اصابت رائے اور تفقہ فی الدین میں جو کمال حاصل تھا وہ ذیل کی چند مثالوں سے واضح ہو گا۔

(1) فجر کی نماز میں باوجود اس کے کہ وقت کافی ہوتا ہے صرف دو رکعت فرض اور دو سنت رکھی گئیں جس کی وجہ بہ ظاہر سمجھ میں نہ آتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز فجر میں اس لیے زیادہ رکعتیں نہیں رکھی گئیں کہ اس وقت قرآت طویل کی جاتی ہے۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے بہ ظاہر اس مخالفت کا کوئی سبب معلوم نہ ہوتا تھا۔ لیکن حضرت عائشہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ اگر کوئی شخص ٹھیک طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھے گا تو آفتاب پرست لوگوں کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی۔

آج کل عام طور سے لوگ نفل نماز بیٹھ کر ادا کرتے ہیں کیوں کہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عائشہ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ کمزور ہو گئے تھے۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے۔ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ یہ حکم ہمیشہ کے لیے اور بعض نے صرف اس وقت و زمانہ کے لیے مخصوص سمجھا حضرت عائشہ نے بھی اس حکم کو وقتی سمجھا جس کی وہ نہایت معقول وجہ یہ بیان کرتی ہیں کہ اس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے۔ اس لیے اللہ نے یہ حکم دیا کہ جن لوگوں نے قربانی نہیں کی ہے انھیں بھی مل جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھرپور شاعرانہ ذوق بھی رکھتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں آپ کے مشہور اشعار تمام سیرت نگاروں نے نقل کیے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں:

لنا شمس وللآفاق شمس

وشمسی خیر من شمس السماء

فان الشمس تطلع بعد فجر

وشمسی طالع بعد العشاء

ایک ہمارا سورج ہے اور ایک آسمانوں کا سورج ہے۔

اور میرا سورج آسمان کے سورج سے کہیں بہتر و افضل ہے۔

کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد نکلتا ہے۔

اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ جاہلیت کے کئی اشعار آپ کو ازبر تھے۔ لبید کے ایک ہزار اشعار ازبر تھے اور یہ تعداد دیگر شعرا کی بہ نسبت نہایت کم تھی۔ وہ خود فرماتی:

"رووا اولادکم الشعر تعذب السنتهم"

اپنے بچوں کو اشعار سکھاؤ تا کہ ان کا کلام شیریں ہو۔

جامع ترمذی میں موسیٰ ابن طلحہ کا قول نقل کیا گیا ہے: ما رایت افصح من عایشہ

میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

مولانا سعید انصاری نے سیر الصحابیات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ادبی ذوق کے چند نمونے ذکر کیے ہیں۔ جس سے آپ کی اعلیٰ ادبی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ لکھتے ہیں:

" اگر چہ احادیث میں روایت بالمعنی کا عام طور پر رواج ہے اور روایت باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہے تاہم جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصلی الفاظ محفوظ رہ گئے ہیں پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے، مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں:

فما رای رویا الا جاءت مثل فلق الصبح۔

آپ جو خواب دیکھتے تھے سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا"۔

آپ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبین مبارک پر عرق آجاتا تھا، اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں:

مثل الجمان"

پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے"۔

واقعہ افک میں انہیں راتوں کو نیند نہیں آتی تھی، اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں:

ما اکتحل بنوم

"میں نے سرمہ خواب نہیں لگایا تھا"۔

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے، وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی مفصل شرحیں اور حاشیے لکھے ہیں۔

(سیر الصحابیات ص 45 / 46)

* * * *

سالنگ ہائی وے کی تعمیر نو

قوشتیپہ کینال کے بعد دوسرا بڑا تعمیراتی منصوبہ

رپورٹ: مستنصر حجازی

سالنگ ہائی وے نہ صرف افغانستان کے شمال اور جنوب کو ملانے والا واحد راستہ ہے بلکہ جنوبی اور وسطی ایشیا بھی اسی راستے کے ذریعے منسلک ہوتے ہیں۔ افغانستان کو اگر ایشیا کا دل کہا جاتا ہے تو وہ سالنگ ہائی وے کی بدولت کہا جاتا ہے۔ سالنگ ہائی وے سڑک کی تعمیر کے حوالے سے دنیا کا چھٹا بڑا تعمیراتی منصوبہ ہے۔ گذشتہ دو عشروں کے دوران دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی موجودگی میں بھی اس بڑے اور اہم سڑک پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی جس کی وجہ سے یہ سڑک آج بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ سردیوں میں ہر سال درجنوں ایسے حادثات پیش آتے ہیں جس سے سینکڑوں لوگوں کی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے ملک کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کا جو عزم کیا ہے سالنگ ہائی وے پر تعمیراتی کام اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ افغانستان کے نائب وزیر اعظم برائے اقتصادی امور ملا عبدالغنی برادر اخند نے جولائی کے دوسرے عشرے میں اس منصوبے کا افتتاح کیا۔ افتتاح کے دوران اپنی گفتگو میں انہوں نے کہا کہ قوشتیپہ کینال کے بعد سالنگ ہائی وے کی تعمیر نو ملک میں دوسرا بڑا تعمیری منصوبہ ہے۔ ان کے مطابق یہ منصوبہ بہت پہلے شروع کرنا چاہیے تھا، باعث تاخیر یہ تھا کہ ہم ایسی کمپنی کو اس منصوبے کا ٹھیکہ دینے کی کوشش کر رہے تھے جو جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو۔ اپنے فائدے کی بجائے وہ ملک و قوم کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔ ایسے بہت سے کمپنی مالکان آئے جو 50 فی صد منافع یا اس سے بھی زیادہ کے لیے سوچ رہے تھے۔ مگر اس کا نقصان یہ تھا کہ تعمیری کام کا معیار ثانوی حیثیت اختیار کر لیتا۔

یہ مکمل سڑک دوشی تا جبل سراج 80 کلو میٹر ہے۔ جسے شمال اور جنوب کے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یہ تعمیراتی منصوبہ دو کمپنیوں کو ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔ شمال میں میر ودان کمپنی اور جنوب میں مبارز کمپنی نے ٹھیکہ لیا ہے۔ اس منصوبے کے افتتاحی پروگرام میں دونوں کمپنیوں کے مالکان نے عہد کیا کہ اس پروجیکٹ میں کمپنی کو کوئی منافع درکار نہیں ہے۔ اسے صرف اپنے ملک و قوم کی خدمت کے لیے انجام دے رہے ہیں۔ اس منصوبے میں روزانہ کی بنیاد پر 500 مستقل اور ایک ہزار سے زائد غیر مستقل ملازمین کو روزگار کے مواقع فراہم کر دیے گئے۔ وزارت تعمیرات عامہ کے مانیٹرنگ اینڈ ایویلیوایشن کے سربراہ اور سالنگ ہائی وے تعمیراتی پروجیکٹ کے ذمہ دار محمد رحیم صالح زئی نے اس حوالے سے نیشنل ٹی وی کو دیے گئے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ سالنگ ہائی وے کا 80 کلو میٹر راستہ موجودہ صورت حال میں چھوٹی تیز رفتار گاڑی دس گھنٹوں میں طے کر سکتی ہے۔ جب کہ تعمیر کے بعد دس گھنٹوں کی مسافت گھٹ کر دو گھنٹوں میں طے ہو جائے گی جس سے نہ صرف وقت کی بچت ہو گی بلکہ گاڑیاں بھی نقصان سے محفوظ ہوں گی۔ منصوبے کی تکمیل کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ جو جگہیں زیادہ خراب اور وہاں زیادہ تر حادثات کا خطرہ رہتا ہے اسے آنے والے موسم سرما سے پہلے ہی پکی کر کے آمد و رفت کے لیے کھول دیں گے جب کہ مکمل منصوبہ اگلے سال کے آخر تک پورا کرنے کا عزم ہے۔ نیشنل ٹی وی نے اس حوالے سے مذکورہ پروجیکٹ میں کام کرنے والوں سے تاثرات لیے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے خوشی کا اظہار کیا ہے کہ ایک تو انھیں اپنے ملک میں کام کرنے کے مواقع مل رہے ہیں دوسرا یہ کہ ان کی صلاحیتیں ملک کی تعمیر کے لیے صرف ہو رہی ہیں۔ آنے جانے والے مسافر بھی اس لیے خوش ہیں کہ مشکل ترین راستے سے اب انھیں آسانی سے گزرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس حوالے سے سب سے تلخ تجربات ٹیکسی ڈرائیور بیان کر رہے ہیں۔ چوں کہ ان کا روزانہ کی بنیاد پر آنا جانا رہتا ہے اس لیے اس پروجیکٹ سے سب سے زیادہ خوشی بھی انہی کو ہے۔

اس سے قبل سالنگ ہائی وے کی خراب حالت کی وجہ سے ہر سال سردیوں میں کئی ہلاکتیں ہوتی تھیں۔ کئی دنوں تک روڈ بند رہتا تھا۔ اب ایک تو سڑک معیاری طریقے سے بن رہی ہے اس کے علاوہ سب سے زیادہ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ اس تعمیری پروجیکٹ پر لگنے والی لاگت مکمل طور پر ملکی آمدنی سے پوری کی جائے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کرپشن اور بددیانتی ختم کی جائے تو نہایت محدود وسائل میں شہریوں کی بہتر خدمت کی جا سکتی ہے۔ قوشتیپہ کینال اور سالنگ ہائی وے کی تعمیر نو اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

●●●

بیرونی وفود، تعلقات اور دورے

رپورٹ: مستنصر حجازی

1 جولائی 2023: ہم ریاستہائے متحدہ امریکا کے صدر جو بائیڈن کے اس بیان کو جس میں انہوں نے کہا کہ افغانستان میں اس وقت کوئی متحارب گروہ موجود نہیں ہیں، کو حقیقت کا درست ادراک سمجھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بیان اقوام متحدہ کے پابندیوں کی نگرانی کرنے والی کمیٹی کی رپورٹ کی تردید کرتا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں بیس سے زائد متحارب گروپ موجود اور فعال ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی پالیسی ہے کہ وہ کسی گروہ کو افغانستان کی سرزمین دوسروں کے مفادات کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اس سلسلے میں ہمارے اقدامات امریکہ سمیت کسی کی مدد یا ڈکٹیشن سے نہیں ہوتے۔ عبد القہار بلخی ترجمان وزارت خارجہ امارت اسلامیہ افغانستان

3 جولائی 2023: افغان وزیر خارجہ سے چینی سفیر کی ملاقات، سیاسی و معاشی مسائل پر گفتگو

دونوں فریقوں نے سیاسی اور اقتصادی مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ دونوں راہنماؤں نے دونوں افغانستان اور برطانیہ کے متعلقہ اداروں کے درمیان تعلقات کو مزید مضبوط بنانے پر زور دیا۔ تاکہ اقتصادی اور سیاسی معاملات کو تیز رفتاری سے آگے بڑھایا جاسکے۔

4 جولائی 2023: افغان وزیر خارجہ کا قونصلر مشنز اور مرکزی محکموں کے سربراہان و ملازمین سے ملاقات۔

افغانستان کے وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی نے عید کی مبارک باد کے سلسلے میں ملک کے اندر اور باہر سیاسی اور قونصلر مشنز کے عہدیداروں، صوبائی نمائندوں اور مرکزی محکموں کے سربراہان اور ملازمین کے ساتھ منعقدہ دو مختلف پروگراموں میں شرکت کی۔ ان پروگراموں میں مرکزی محکموں کے سربراہان اور ملازمین کے ساتھ بالمشافہ اور صوبائی نمائندوں اور بیرون ملک مقیم نمائندوں کے ساتھ آن لائن ملاقات کی۔ ان پروگراموں میں متعدد غیر ملکی مشنز جیسے: پاکستان (اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ، کراچی)، ایران (مشہد، زاہدان)، ترکمانستان (عشق آباد، ماری) ازبکستان (تاشقند، ترمیز) قازقستان (الماتا)، کرغزستان (بشکیک) روس (ماسکو) مصر (قاہرہ) سعودی عرب (جدہ) قطر (دوحہ) کویت (کویت) چین (بیجنگ) ملائیشیا (کوالالمپور) انڈونیشیا (جکارتہ) متحدہ عرب امارات (دبئی) ہندوستان (ممبئی، حیدرآباد) ترکی (استنبول، انقرہ) اسلامی تعاون تنظیم اور یورپ میں مقیم وفود کے متعدد رہنماؤں نے شرکت کی۔ وزیر خارجہ نے تمام عہدیداروں کی سرگرمیوں کی تعریف کی اور ان کی ہمہ جہت کوششوں کو سراہا۔ وزیر خارجہ نے انھیں سیاسی، تجارتی اور اقتصادی میدانوں میں ہونے والی نئی پیش رفت اور کامیابیوں کے بارے میں آگاہ کیا اور دین و قوم

کی خدمت جاری رکھنے کی ترغیب دی۔ اجلاس کے آخر میں تمام شرکا نے اس نوع کی تقریب کے انعقاد کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور ملک اور عوام کی ہر طرح کی خدمت اور تعاون کا وعدہ کیا۔

4 جولائی 2023: افغان وزارت خارجہ کا جنین شہر میں نہتے فلسطینیوں پر صیہونی حملوں کی مذمت۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی وزارت خارجہ جنین شہر میں صیہونی جارحیت پسندوں کی طرف سے جاری وحشیانہ حملوں کی شدید مذمت کرتی ہے اور اسے جلد از جلد روکنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اطلاعات کے مطابق حالیہ وحشیانہ حملوں میں 11 بے گناہ فلسطینی شہید اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ عوامی تنصیبات کو بھی تباہ کیا گیا ہے۔ صیہونی طاقتوں کے اس طرح کے ظالمانہ اقدامات تمام عالمی قوانین کے منافی ہیں جن کے جاری رہنے سے کسی فریق کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور حالات مزید کشیدہ ہو جائیں گے۔ عبد القہار بلخی ترجمان وزارت خارجہ امارت اسلامیہ افغانستان

5 جولائی 2023: افغانستان کے لیے برطانیہ کے ناظم الامور کی افغان وزیر خارجہ سے ملاقات، کئی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

افغانستان کے لیے برطانوی ناظم الامور رابرٹ چیسٹرٹن ڈکسن نے افغانستان کے وزیر خارجہ مولوی امیر متقی سے ملاقات کی۔ برطانوی ناظم الامور کہا کئی عشروں بعد افغانستان میں سیاسی طور پر استحکام آیا ہے۔ یہ صورت حال تجارت، صحت اور تعلیم کے میدان میں ترقی کا بہترین موقع ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ افغانستان اور برطانیہ کے تعلقات بھی مضبوط ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں امن و استحکام کے قیام امارت اسلامیہ کی خوششیں قابل داد ہیں۔ منشیات کے خاتمے کے لیے کافی سارا کام ہوا ہے۔ دریں اثنا افغان وزیر خارجہ نے برطانیہ کے سرکاری مؤقف (جس کا اظہار انہوں نے کچھ عرصہ قبل کیا تھا) کہ وہ افغان حکومت کے خلاف مسلح گروہوں کی حمایت نہیں کریں گے کو سراہا اور مزید کہا کہ برطانیہ کو دلیری اور حوصلہ مندی کے ساتھ بات چیت کے لیے آگے بڑھنا چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ امارت اسلامیہ ایک عوامی تحریک ہے اس کے پاس باہمی روابط کی پالیسی اور ایک ذمہ دار حکومت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امارت اسلامیہ کے حوالے سے پالیسی میڈیا کی بے بنیاد خبروں کی بجائے حقیقت پسندانہ طریقے سے باہمی احترام پر مبنی ہونا چاہیے۔ وزیر خارجہ نے مطالبہ کیا کہ لندن میں افغان قونصلیٹ فعال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ برطانیہ میں مقیم افغانوں کے مسائل حل ہوں۔ آخر میں دونوں راہنماؤں نے اس نوعیت کے ملاقاتوں کے تسلسل پر زور دیتے ہوئے مسائل کو باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا گیا۔

6 جولائی 2023: دنیا افغانستان میں مثبت تبدیلی کا احترام کریں۔ امیر خان متقی

افغانستان کے وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی نے جاپان کے سفیر تاکاشی اوکاڈا سے ملاقات کے دوران کہا کہ افغانستان میں سکیورٹی صورت حال کی بہتری، منشیات کے خاتمے، تعلیم، منشیات کے عادی افراد کے علاج و معالجہ اور صحت کے شعبے میں خاطر خواہ کامیابیوں پر آنکھیں بند نہ کریں۔ دنیا ہماری ان کامیابیوں کا احترام کریں۔ اس صورت حال میں دنیا ایسی پوزیشن اختیار کرے جس سے افغانستان میں مثبت تاثر ہو۔ جاپانی سفیر نے کہا کہ افغانستان میں امن و استحکام گذشتہ 40 سالوں میں بے مثال ہے۔ دیگر موضوعات کا ذکر کرنے کے علاوہ انہوں نے کہا کہ وہ افغانستان کے ساتھ منشیات، تعلیم، موسمیاتی تبدیلی، پانی کے انتظام، تاریخی یادگاروں، صحت اور دیگر شعبوں میں تعاون کو فروغ دینے کے لیے تیار ہیں۔ آخر میں دونوں راہنماؤں نے بات چیت اور تعاون کی ضرورت پر زور دیا۔

11 جولائی 2023: افغان وزیر خارجہ سے ناروے کے سفیر کی ملاقات، افغانستان کی صورت حال پر تبادلہ خیال

15 جولائی 2023: روسی فیڈریشن کے سفیر کی وزیر خارجہ سے ملاقات، ماسکو فارمیٹ میں شرکت کی دعوت

روسی فیڈریشن کے سفیر ڈیمٹری ژرنوف نے دفتر خارجہ میں افغان وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی سے ملاقات کی۔ ملاقات میں روسی سفیر نے وزیر خارجہ کو افغانستان سے متعلق ماسکو فارمیٹ کے آئندہ اجلاس کے بارے میں بریفنگ دی۔ اس کے علاوہ روسی سفیر نے وزیر خارجہ کو افغانستان کے حوالے سے ماسکو فارمیٹ کے اگلے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ جس پر وزیر خارجہ نے روس کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ماسکو فارمیٹ خطے کے ممالک کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ ماسکو فارمیٹ کے گذشتہ اجلاسوں میں بھی افغان حکومت کے نمائندوں نے شرکت کی۔ وزیر خارجہ نے امید ظاہر کی کہ کابل اور ماسکو سفارتی تعلقات کے ذریعے ماسکو فارمیٹ کے پلیٹ فارم سے بہتر استفادہ کرسکتے ہیں۔ وزیر خارجہ نے افغان تاجروں اور دیگر عام افراد کی آمد و رفت میں سہولت کے لیے روسی سفیر سے ویزوں میں سہولت فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔

19 جولائی 2023: افغانستان کے لیے پاکستان کے نمائندہ خصوصی جناب آصف درانی کی وزیر خارجہ مولوی امیر خان نے متقی سے ملاقات

کابل، افغانستان کے لیے پاکستان کے نمائندہ خصوصی جناب آصف درانی نے وزیر خارجہ مولوی امیر خان نے متقی سے ملاقات کی۔ مولوی امیر خان متقی نے ان کی نئی ذمہ داری پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی تعیناتی سے دونوں ہمسایہ ممالک کے درمیان سیاسی اور اقتصادی تعلقات مزید مستحکم ہوں گے اور اس کے لیے مشترکہ کام کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا افغانستان میں امن کے قیام سے دونوں ممالک کی معیشت کی ترقی، مشترکہ منصوبوں کے آغاز اور تجارت بڑھانے کا بہت اچھا موقع پیدا ہوا ہے۔ امیر خان متقی نے سیکیورٹی تعاون کے بارے میں کہا افغان کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے، ہم اپنی سرزمین کسی ملک کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے اور ہم ہمیشہ خطے میں امن و استحکام کے لیے کام کرنے کی کوشش کریں گے۔ بعد ازاں جناب آصف درانی نے کہا میں آپ کو چار دہائیوں کی جنگوں اور مسائل کے بعد مجموعی استحکام اور امن پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، میری کوشش ہو گی کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات مزید مضبوط اور وسیع تر ہوں، پر امن خطہ سب کے مفاد میں ہے اور ہم سلامتی کے شعبے میں تعاون کریں گے۔ آصف درانی نے کہا ہم سیاسی، اقتصادی اور دیگر شعبوں میں دوطرفہ میکانزم بنانے اور نافذ کرنے کے لیے تیار ہیں، مریضوں کے لیے خصوصی سہولیات پیدا کی جائیں۔ امیر خان متقی صاحب نے افغان قیدیوں اور افغان تاجروں کے سامان پاکستان میں تاخیر کا شکار ہونے کے مسائل حل کرنے کا مطالبہ کیا جس کے لیے جناب درانی نے بھرپور تعاون کا وعدہ کیا۔

24 جولائی 2023: افغان وزیر خارجہ سے آغا خان فاونڈیشن کے نمائندہ خصوصی برائے افغانستان کی ملاقات۔ ترقیاتی و ثقافتی امور پر تبادلہ خیال

افغانستان کے لیے آغا خان فاونڈیشن کے نئے تعینات ہونے والے نمائندہ خصوصی نجم الدین نجم نے افغان وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی سے ملاقات کی۔ انہوں نے وزیر خارجہ کو اپنے مشن کے آغاز کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور انہیں صحت، تعلیم، زراعت اور ثقافت میں ہونے والی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے علاوہ آغا خان فاونڈیشن کے نمائندہ خصوصی نے افغانستان میں ترقیاتی معیشت کے شعبے میں مختلف منصوبوں، ہنگامی حالات تک رسائی، 140 ثقافتی ورثے اور تاریخی یادگاروں کی بحالی اور تحفظ کے کام کے بارے میں وزیر خارجہ کو بریف کیا۔

وزیر خارجہ نے آغا خان فاونڈیشن کے نئے نمائندہ خصوصی کو ذمہ داریاں سنبھالنے پر مبارک باد دیتے ہوئے افغانستان میں آغا خان فاونڈیشن کی سرگرمیوں کو سراہا۔ وزیر خارجہ نے نمائندہ خصوصی سے کہا کہ تاریخی یادگاروں کی بحالی اور اس کے تحفظ کے ساتھ ساتھ شہروں کی آرائش وزیبائش پر بھی خصوصی توجہ دیں۔ نمائندہ خصوصی نے افغان حکومت کے تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مستقبل میں بھی ان کے ساتھ تعاون جاری رکھنے کا مطالبہ کیا تاکہ آغا خان فاونڈیشن بہتر طریقے سے افغانوں کی خدمت سرانجام دے سکیں۔

26جولائی 2023: وزارت خارجہ کے سٹار پیلس میں امارت اسلامیہ افغانستان اور اقوام متحدہ کے اداروں کے درمیان رابطہ اجلاس کا انعقاد

آج افغانستان کے وزارت خارجہ کے سٹار پیلس میں امارت اسلامیہ افغانستان اور اقوام متحدہ کے اداروں کے درمیان رابطہ اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں امارت اسلامیہ کی جانب سے وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی کے علاوہ وزارت داخلہ، خزانہ، صحت اور اقتصادیات کے نائب وزرا اور اس سے متعلق اداروں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ اقوام متحدہ کی جانب سے افغانستان میں اقوام متحدہ کے انسانی امور کے رابطہ کار اور یوناما کے معاون مسٹر ڈینیئل اینڈریس، دفتر رابطہ برائے انسانی امور(OCHA) ، اقوام متحدہ کے بچوں کے فنڈ (UNICEF)، ورلڈ فوڈ پروگرام(WFP) ، خوراک اور زراعت کے پروگرام(FAO) ، انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیگریشن (IOM) اور دیگر تنظیموں کے سربراہان نے شرکت کی۔ اجلاس میں مسٹر ڈینیل نے افغانستان کے لیے اقوام متحدہ کے نئے سٹریٹجک پلان اور بین الاقوامی امداد کی موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالی اور افغانستان کے عوام کی مدد کے لیے اقوام متحدہ کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ اجلاس کے بعد سے مالیاتی صورت حال بہتر ہوئی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اقوام متحدہ کے نئے منصوبے کا ہدف افغانستان کی طویل مدتی ضروریات اور امداد کی پائیداری کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی اور ترقیاتی کوششوں کو ہم آہنگ کرنا ہے۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ مستقبل میں ملک کو ملنے والی امداد کو روزگار کے مواقع میں تبدیل کرنا امارت اسلامیہ کا مطالبہ ہے تاکہ اس سے لوگوں کو مسلسل فائدہ پہنچے اور ملک بتدریج خود کفالت کی طرف بڑھے۔ آخر میں دونوں فریقین نے باہمی افہام و تفہیم کو مضبوط بنانے اور ان ملاقاتوں کے ذریعے آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے اس نوعیت کی ملاقاتیں جاری رکھنے پر اتفاق کیا۔

29جولائی 2023: برطانیہ سے آئے ہوئے علما کے وفد کی افغان وزیر خارجہ سے ملاقات۔ مختلف امور پر تبادلہ خیال

برطانیہ سے آئے ہوئے علمائے کرام کے وفد نے افغان وزیر خارجہ مولوی امیر خان متقی سے دفتر خارجہ میں ملاقات کی۔ وزیر خارجہ نے مہمانوں کی آمد پر ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کی حاکمیت کے بعد ملک کی عمومی صورت حال جیسے امن وامان اور اقتصادی ترقی پر انھیں بریف کیا۔ انہوں نے مہمانوں کے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ملک میں افغانستان کی حقیقی تصویر پیش کریں۔ وزیر خارجہ نے بین الاقوامی برادری کے ساتھ مثبت تعلقات کا قیام امارت اسلامیہ کی خارجہ پالیسی کا محور قرار دیا۔

* * * *

دفاع و امن عامہ

04 جولائی 2023ء: وزارت دفاع کی تکنیکی ٹیم نے صوبہ ہلمند میں دو بچوں کو کنویں سے زندہ نکال لیا۔

ہلمند: کل رات اور آج صبح صوبہ ہلمند کے مارجہ اور سنگین اضلاع میں دو واقعات میں دو بچے (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) گہرے کنویں میں گر گئے تھے جنہیں وزارت دفاع کی تکنیکی ٹیم نے موقع پر پہنچ کر دونوں بچوں کو بچالیا۔ صوبہ ہلمند کے مارجہ اور سنگین اضلاع میں دو بچے (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) گہرے کنوؤں میں گر گئے، جنہیں وزارت دفاع کی تیکنیکی ٹیم نے بچالیا... وزارت کی ٹیکنیکل ٹیم کے آپریشن کے نتیجے میں دونوں بچوں کو کنویں سے زندہ نکال لیا گیا، لیکن بعد میں بچہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دوران علاج جاں بحق جبکہ بچی کی حالت خطرے سے باہر اور روبہ صحت ہے۔

16 جولائی 2023: وزارت دفاع کے مذہبی اور ثقافتی شعبہ کی جانب سے ایک تربیتی سیمینار کا آغاز ہوا۔

وزارتِ دفاع نے استعداد کار میں اضافے کے لیے 6 روزہ سیمینار کا آغاز کیا۔ اس سیمینار میں علاقائی یونٹوں اور ذیلی ٹیموں کے 300 ذمہ دار اور متعدد اراکین نے شرکت کی۔ یہ سیمینار استعداد سازی، تعلیم، مساجد کی خطابت، فکری اور ثقافتی کاموں کے لیے شروع کیا گیا تھا۔

16 جولائی 2023ء: بدخشان اور بامیان میں 50 ایکڑ زمین پر کاشت کی گئی پوست کی فصل تلف

انسداد منشیات پولیس نے مختلف کارروائیوں میں صوبہ بدخشاں کے ضلع خاش میں 47 ایکڑ اور بامیان میں 3 ایکڑ اراضی پر کاشت کی گئی پوست کی فصل تلف کرلی۔ اس کے علاوہ انسداد منشیات پولیس نے ننگرہار میں تین اور صوبہ کاپیسا میں دو افراد کو منشیات کی فروخت کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔

16 جولائی 2023ء: وزارت دفاع کی جانب سے اپنے افسران کے استعداد کار میں اضافے کے لیے چھ روزہ سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔

اس سیمینار میں علاقائی یونٹوں ،ذیلی ٹیموں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے 300 عہدیداروں اور کمانڈنگ افسران نے شرکت کی۔ یہ سیمینار استعداد کار میں اضافے، تعلیمی، مساجد کے امور سمیت فکری تربیت کے لیے شروع کیا گیا تھا۔

17 جولائی 2023ء: ضلع بگرامیو میں خوارج کے خلاف کامیاب آپریشن، دو باغی ہلاک۔

تفصیلات کے مطابق ضلع بگرامیو کے قصبے میرویس میں آپریشن دو باغی ہلاک کر لیے گئے۔ یہ آپریشن گزشتہ رات کو خارجی باغیوں کے ایک خفیہ ٹھکانے پر کیا گیا۔ یہ ٹھکانہ طویل عرصے سے انٹیلی جنس اداروں کی نظروں میں تھا۔ یاد رہے کہ اس آپریشن میں عام شہریوں یا فوجی اہلکاروں کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

18 جولائی 2023ء: اسلامیہ افغانستان کے قائم مقام رئیس الوزراء اور معاون سیاسی مولوی عبد الکبیر نے آج سپیدار پیلس میں امارت اسلامیہ افغانستان کی سپیشل فورسز کے اعلیٰ عہدیداروں اور اہلکاروں سے ملاقات کی۔

مولوی عبد الکبیر نے اجلاس کے شرکاء سے کہا کہ اگر اللہ کی خصوصی نصرت، آپ اور آپ جیسے دیگر مجاہدین کی بہادری اور جرأت نہ ہوتی تو ظاہری اسباب کی بنیاد پر مجاہدین کا نیٹو اور امریکہ کو شکست دینا کسی کے طوہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ یہ آپ کی بہادری تھی جس نے دنیا کو حیران کر دیا اور جہاد کو فتح کے دہانے پر پہنچا دیا۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کے دو اہم اہداف جو کہ افغانستان سے غیر ملکی افواج کا انخلا اور اسلامی نظام کا قیام تھا، حاصل ہو چکے ہیں۔ اس لیے ہمارا اور آپ کا دوسرا اہم اور بنیادی ہدف اس اسلامی نظام کی حفاظت ہے، اسلام کے دشمن کبھی نہیں چاہتے کہ یہ اسلامی نظام افغانستان میں حاکم رہے۔ بعد ازاں سپیشل فورسز کی نمائندگی میں مولوی مجتبیٰ نے امارت اسلامیہ، افغان قوم اور تمام اسلامی ممالک کو افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام پر مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری فورس کے مجاہدین حکومت کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہیں۔ جس طرح امارت اسلامیہ کے مجاہدین اور شہداء نے اسلامی نظام کے قیام کے لیے قربانیاں دیں، اب اس نظام کے تحفظ کے لیے اس سے بھی زیادہ قربانیاں دینے کے لیے تیار ہیں۔

19 جولائی 2023ء: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ملٹری جوائنٹ ٹریننگ کمانڈ میں 327 گاڑیوں کی مرمت کی گئی۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ مشترکہ فوجی تربیتی کمانڈ کے ملٹری سپورٹ سکول کی ورکشاپس میں 327 مختلف قسم کی فوجی گاڑیوں کی مرمت کی گئی۔ ان گاڑیوں میں 204 رینجرز، 21 ہموی فوجی گاڑیاں، 22 انٹرنیشنل ٹرک، 21 فورڈز، 11 فورک لفٹیں اور بہت سی دوسری فوجی گاڑیاں اور آلات شامل ہیں جنہیں مرمت کے بعد قابل استعمال بنایا گیا ہے۔

20 جولائی 2023ء: 215 عزم کور میں 40 بکتر بند ٹینکوں کی مرمت کی گئی۔

صوبہ ہلمند کی 215 عزم کور میں ایک ایسے وقت میں 40 بکتر بند جنگی ٹینکوں کی مرمت کی جارہی ہے جب مذکورہ کور کے ورکشاپ میں گاڑیوں کی مرمت کے علاوہ ہتھیاروں اور فوجی سازوسامان کی مرمت پر بھی کام کر رہے ہیں۔ وزارت دفاع فوجی سازوسامان اور اسلحے کے علاوہ گاڑیوں کی مرمت پر سنجیدگی سے توجہ دے رہی ہے اور اس سلسلے میں حکام کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ فوجی گاڑیوں اور ہتھیاروں کا بھرپور خیال رکھیں۔

20 جولائی 2023ء: سپین بولدک میں بڑی تعداد میں اسلحہ اور گولہ بارود پکڑا گیا۔

قندھار: ضلع اسپین بولدک کی کسٹمز سیکیورٹی فورسز نے بہت سے ہتھیار اور گولہ بارود قبضے میں لے لیے۔ مذکورہ صوبے کے پولیس چیف کے ترجمان حافظ صابر نے باختر نیوز ایجنسی کو بتایا کہ یہ ہتھیار سپین بولدک ضلعی کسٹمز سیکیورٹی فورسز نے قبضے میں لیے ہیں، جن میں 6 ہتھیار، ہزاروں مختلف اقسام کی گولیاں اور دیگر گولہ بارود شامل ہے، جسے ملک سے باہر سمگل کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔

19 جولائی 2023: حضرت عبداللہ ابن مسعود کی جوائنٹ ملٹری ٹریننگ کمانڈ میں 327 فوجی گاڑیوں کی مرمت کی گئی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کمانڈ آف ملٹری جوائنٹ ٹریننگ کے ملٹری سپلائی ورکشاپس میں تیکنیکی اور پیشہ ور انجینئرز کی کوششوں سے 327 مختلف قسم کی فوجی گاڑیوں کی مرمت کر کے قابل استعمال بنائے گئے۔ ان گاڑیوں میں 204 رینجرز، 21 ہموی ٹینک، 22 انٹرنیشنل فوجی ٹرک، 21 عدد فورڈ، 11 فورک لفٹ اور بہت سی دوسری فوجی گاڑیاں اور سامان شامل ہیں. تمام گاڑیاں ترتیب سے پارک کی گئیں اور ضرورت پڑنے پر استعمال کر سکتے ہیں۔

20 جولائی 2023: مسلح افواج کے چیف آف اسٹاف نے محکمہ مذہبی اور ثقافتی امور کے سیمینار میں شرکت کی۔

مسلح افواج کے چیف آف سٹاف الحاج قاری فصیح الدین "فطرت" نے وزارت دفاع کے شعبہ مذہبی و ثقافتی امور ک 6 روزہ سیمینار میں شرکت کی۔ مسلح افواج کے چیف آف سٹاف الحاج قاری فصیح الدین "فطرت" نے اپنے خطاب میں اہلکاروں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں اور کہا کہ گزشتہ 20 سال کی جارحیت کے دوران مجاہدین نے ملک کو آزاد کرایا اور اسلامی نظام حکومت قائم کی۔ اب ہماری قومی اسلامی فوج اپنی اقدار کا بھرپور دفاع کرنے کے لیے تیار ہے۔

22 جولائی 2023: صوبہ قندھار میں ایک ایم ڈی 530 ہیلی کاپٹر کی مرمت کر کے اسے پرواز کے لیے تیار کیا گیا۔

صوبہ قندھار میں ایئر فورس بریگیڈ کی انجینئرنگ ٹیم کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں 1 MD 530 قسم کا ہیلی کاپٹر مرمت کر کے پرواز کے لیے تیار کر لیا گیا۔ یہ ہیلی کاپٹر، جو پچھلی انتظامیہ کے دوران تیکنیکی خرابی کے باعث گراونڈ کیا گیا تھا... ایئر فورس بریگیڈ نے دوسری بار مرمت کی اور اس کی کامیاب آزمائشی پرواز کی۔ قندھار ایئر فورس کے بریگیڈ کمانڈر مولوی فتح اللہ "منصور" نے ایئر ٹیکنیکل انجینئرز کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے ان کی مزید ترقی کی خواہش کی۔

23 جولائی 2023ء: انسداد منشیات پولیس کی مہم کے سلسلے میں، صوبہ بدخشاں کے ضلع خاش میں 109 ایکڑ اراضی کو پوست کی کاشت سے پاک کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ انسداد منشیات پولیس نے کابل میں منشیات کی ایک فیکٹری کا سراغ لگا کر منشیات کی فروخت کے الزام میں 6 افراد کو گرفتار کر لیا۔ دوسری جانب اینٹی نار کوٹکس پولیس نے صوبہ ہرات میں منشیات اور الکوحل ملے مشروبات فروخت کرنے پر 7 اور ننگرہار میں ایک اور شخص کو 550 گولیوں کے ساتھ گرفتار کیا۔

24 جولائی 2023: 215 عزم کور میں اسپیشل فورسز کی بھرتی کے لیے ٹیسٹ لیا گیا۔

215 عزم کور میں سپیشل فورسز میں شمولیت کے لیے سپیشل فورسز کے کمانڈر محب اللہ نصرت "حاجی لالا" اور ان کے وفد کی موجودگی میں 500 مجاہدین کا ٹیسٹ لیا گیا۔ شرائط پوری کرنے کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کی وزارت دفاع کی خصوصی افواج میں تربیت اور اسلامی قومی فوج میں خدمات کے لیے بھی شامل ہوں گے۔

24 جولائی 2023: 65 مجاہدین حضرت عبداللہ ابن مسعود کی مشترکہ فوجی تربیت کی کمان سے فارغ التحصیل ہوئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود جوائنٹ کمبیٹ ایجوکیشن کمانڈ سے وزارت دفاع کے مختلف ڈویژنز اور ذیلی ٹیموں سے 65 مجاہدین، کمبیٹ سپورٹ ٹریننگ اسکول سے 48 اور جنگی افواج کے آرٹلری ڈیپارٹمنٹ کے آرٹلری کورس سے 17 مجاہدین فارغ التحصیل ہوئے۔

25 جولائی 2023: 313 ویں سنٹرل کور کے شعبہ صحت سے 36 مجاہدین فارغ التحصیل ہوئے۔

313 سنٹرل کور کے شعبہ صحت میں 36 مجاہدین دو ماہ کی پیشہ ورانہ تربیت کے بعد ایک خصوصی تقریب کے دوران فارغ التحصیل ہوئے۔ فوجی حکام نے فارغ التحصیل مجاہدین

سے خطاب میں کہا کہ: یہ خوشی کا مقام ہے کہ 36 مجاہدین کو صحت کے پیشہ ورانہ شعبے میں تربیت دی جارہی ہے تاکہ وہ اسلامی اور قومی جذبے سے آراستہ اہل وطن کی خدمت کرسکیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سیمینار میں 400 بستروں پر مشتمل ہسپتال سردار محمد داود خان کے عملے کی استعداد کار میں اضافے کے لیے نے دوماہ تک فریکچر، آگ سے متاثرہ افراد کا علاج، حفظان صحت اور دیگر مختلف شعبوں کے اسباق دیے۔

26 جولائی 2023ء: ملک میں ایک منظم، پیشہ ور اور خود مختار فوج کی تشکیل اسلامی نظام کا ہدف اور عوام کی خواہش ہے۔ وزیر دفاع

کابل (بی این اے) وزیر دفاع مولوی محمد یعقوب مجاہد نے ملک کے مغربی زون کے دورے کے دوران 207 الفاروق کور کے اہلکاروں اور حکام سے ملاقات کی۔ باختر نیوز کی خبر کے مطابق وزیر دفاع نے 207 الفاروق کور کے دورے کے دوران اسلامی نظام حکومت اور گڈ گورننس کے بارے میں کہا کہ ملک میں ایک منظم، پیشہ ور اور خود مختار فوج کی تشکیل اسلامی نظام کا ہدف اور عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے۔ الحمد للہ یہ ہدف پورا ہوا۔

مولوی محمد یعقوب مجاہد نے مزید کہا کہ امارت اسلامیہ کی فوج اسلامی اور قومی اقدار کے ساتھ اپنی سرزمین کی حفاظت کے لیے پرعزم ہے اور جو ذمہ داریاں انہیں سونپی گئی ہیں اسے بخوبی نبھاتے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ وزیر دفاع نے مذکورہ کور کے قائدین اور اہلکاروں کو بہتر سیکورٹی فراہم کرنے اور نظم وضبط پیدا کرنے کے لیے ضروری ہدایات اور سفارشات دیں۔

26 جولائی 2023ء: وزارت دفاع کی تکنیکی ٹیم نے سیلاب کے باعث بند ہونے والی کابل بامیان شاہراہ ٹریفک کے لیے کھول دی

کابل (بی این اے) صوبہ پروان کے ضلع غوربند میں سیلاب کی وجہ سے بند ہونے والی بامیان کابل شاہراہ کو وزارت دفاع کی تکنیکی ٹیم نے ٹریفک کے لیے کھول دیا۔

وزارت دفاع کے پریس آفس نے کہا ہے کہ کابل بامیان کی عمومی شاہراہ کو ٹریفک کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ وزارت دفاع کے 221 ویں شہید آفتاب بریگیڈ سے ملحقہ صوبہ پروان کی سیکنڈ بریگیڈ کی انجینئرنگ ٹیم کی کوششوں سے اس سڑک کو ٹریفک کے لیے کھول دیا گیا۔ اس کے علاوہ صوبہ پروان کے ضلع سیاہ گرد میں سیلاب کے نتیجے میں مقامی لوگوں کو بہت سے جانی و مالی نقصانات ہوئے۔ 221 شاہد آفتاب فرقہ کی میڈیکل اور انجینئرنگ ٹیمیں بروقت علاقے میں پہنچ گئیں اور بہت سے سیلاب زدگان کو ریسکیو کیا گیا۔

27 جولائی 2023: 175 مجاہدین حضرت ابوعبیدہ بن جراح نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوئے۔

وزارت دفاع کی حضرت ابوعبیدہ بن جراح نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کی عبد اللہ ابن عباس فوجی اکیڈمی کے علاقائی یونٹوں اور ذیلی ٹیموں کے 175 مجاہدین نے آج شریعہ، قضاء اور انتظامی شعبوں میں دوماہ کی پیشہ ورانہ تربیت کے بعد ایک تقریب کے دوران گریجویٹ ہوئے۔

28 جولائی 2023: ڈائریکٹوریٹ آف کمیونیکیشن اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی سے 88 مجاہدین فارغ التحصیل ہوئے

وزارت دفاع کے ڈائریکٹوریٹ آف کمیونیکیشن اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی سے سینٹرل اور ریجنل کور، یونٹس اور ذیلی ٹیموں کے 88 مجاہدین دوماہ کی مختلف پیشہ ورانہ تربیت مکمل کرنے کے بعد آج خصوصی تقریب کے دوران فارغ التحصیل ہوگئے۔ اس تقریب میں شعبہ انجینئرنگ کے سربراہ الحاج مولوی نصر اللہ "منصور" شعبہ کمیونیکیشن کے نائب الحاج قاری محمد یاسین "ثاقب" کے علاوہ کثیر تعداد میں ذمہ داران اور مجاہدین نے شرکت کی۔

29 جولائی 2023: وزارت دفاع نے دو روسی ساختہ ہیلی کاپٹرز کی مرمت کی۔

وزارت دفاع کی فضائیہ کی تکنیکی اور پیشہ ورانہ ٹیم کی مسلسل کوششوں سے روسی ساختہ دو فوجی ہیلی کاپٹرز، ایک ایم آئی 17 اور دوسرا ایم آئی 35، جو سابقہ انتظامیہ کے ناکارہ ہوگئے تھے، کی مرمت کر کے پرواز کے لیے تیار کیا۔ یاد رہے کہ اب تک تقریباً 75 ہیلی کاپٹرز اور ہوائی جہازوں کی مرمت کر کے شہریوں کی خدمت کے لیے تیار کیا جاچکا ہے۔

* * * *

اہم اعلامیے

غریب افغان شہریوں کے ساتھ بیرونی انسانی امداد کو ذریعہ آمدنی سمجھنے کے دعوے کے حوالے سے وزارت خارجہ کا اعلامیہ

میڈیا میں شائع ہونے والی بعض خبروں کے مطابق افغانستان میں انسانی امداد کے انتظام کے حوالے سے امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی کی سفارش پر تیار کی گئی رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان غریبوں کو دی جانے والی بین الاقوامی انسانی امداد کو آمدنی کے ذریعے کے طور پر دیکھ رہی ہے۔ یہ دعوا زمینی حقائق کے یکسر خلاف ہے جسے ہم مسترد کرتے ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے ایک ذمہ دار حکومت کے طور پر نہ صرف بین الاقوامی انسانی امداد کے لیے ضروری سہولیات فراہم کی ہے بلکہ تمام یک طرفہ اور غیر قانونی پابندیوں کے باوجود افغان حکومت ہر سال لاکھوں ضرورت مند شہریوں کو اپنی ملکی آمدنی سے ان کی ضروریات پوری کرتی ہے۔ امارت اسلامیہ ہر ماہ ساڑھے تین لاکھ یتیموں، ایک لاکھ نوے ہزار معذوروں، 80 ہزار بیواؤں اور دسیوں ہزار بھکاریوں کو ہر ماہ وظیفہ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ 80 ہزار منشیات کے عادی افراد مرحلہ وار زیر علاج ہیں۔ امارت اسلامیہ کے اپنے بجٹ میں ایک بڑا حصہ انسانی امداد کے لیے مختص کیے جانے کے بعد اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ امارت اسلامیہ بین الاقوامی انسانی امداد سے استفادہ کرتی ہے۔ اس رپورٹ میں اقوام متحدہ کی امدادی تنظیموں کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور افغانستان میں موجود انسانی مسائل کے ذمہ دار فریق کے طور پر امریکا اپنی بین الاقوامی ذمہ داریوں سے گلو خلاصی اور اپنے اقدامات کا جواز فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امارت اسلامیہ اس نوعیت کی افواہیں پھیلانے کی بجائے مثبت تعامل کو دونوں فریقوں کے لیے سود مند سمجھتی ہے اور دباؤ کے دیگر ذرائع کھونے کے بعد انسانی امداد کے استعمال کو دباؤ کے طور پر استعمال کرنے کو خود ایک انسانیت سوز عمل سمجھتی ہے۔

صوبہ میدان وردگ میں سیلاب کے باعث شہید اور زخمی ہونے والوں کے اہل خانہ کے ساتھ اظہار ہمدردی

نہایت دکھ کے ساتھ یہ خبر ملی کہ صوبہ میدان وردگ کے ضلع جلریز میں سیلاب کی وجہ سے ہمارے 12 ہم وطن جاں بحق اور 40 دیگر لاپتہ ہیں۔ اس کے علاوہ کافی مالی نقصان بھی ہوا ہے۔ امارت اسلامیہ اس اندوہ ناک واقعہ میں جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین اور اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے شہدا کے لیے جنت الفردوس اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کرتی ہے۔ امارت اسلامیہ کے تمام ذیلی ادارے اور رفاہی تنظیمیں فوری طور پر مذکورہ علاقے کے لوگوں تک اپنی امداد پہنچائیں اور متاثرہ افراد کو علاج ومعالجہ اور پناہ گاہ فراہم کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائیں۔

ذبیح اللہ مجاہد: ترجمان امارت اسلامیہ افغانستان

شنگھائی تعاون تنظیم کی حالیہ سربراہی اجلاس کے حوالے سے افغانستان کی وزارت خارجہ کا اعلامیہ

امارت اسلامیہ افغانستان خطے کی سلامتی و استحکام اور تعاون میں توسیع کے حوالے سے بہتر ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے اس نوع کی کانفرنسوں کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اس نوع کی کانفرنسوں میں افغانستان (جو تنظیم کا مبصر رکن ہے) کے نمائندے کو شرکت کی دعوت اپنا مسلم حق اور اس کی عدم موجودگی ہمہ گیر ہم آہنگی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی ہے۔ تاکہ عدم تحفظ ختم، منشیات کی اسمگلنگ روکنے، انسانی امداد فراہم کرنے، بنیادی منصوبوں کی تنفیذ اور خطے کے اقتصادی رابطے میں تعاون اور باہمی یقین دہانی کو آسان بنانے کے لیے ماحول میسر ہو۔

امارت اسلامیہ افغانستان کانفرنس کے اعلامیے کا وہ حصہ جس میں ایک آزاد، مستحکم، متحد، جنگ اور منشیات سے پاک افغانستان کی حمایت کی گئی ہے، افغانوں کو انسانی امداد جاری رکھنے اور مہاجرین کی واپسی میں سہولت فراہم کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، خیر مقدم کرتی ہے اور اس سلسلے میں ہر طرح سے تعاون کے لیے تیار ہے۔ امارت اسلامیہ میں ہر زبان، نسل اور سمت کے نمائندے موجود ہیں۔ اس حوالے سے رکن ممالک کے تحفظات کو حقائق کے صحیح ادراک سے دور کیا جا سکتا ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان شنگھائی تعاون تنظیم کا اگلا سربراہی اجلاس جو قازقستان میں منعقد ہوگا، افغان حکومت کو شرکت کی دعوت دینے کا مطالبہ کرتی ہے۔

5 جولائی 2023ء

افغانستان میں سویڈن کی سرگرمیاں معطل کرنے کے حوالے سے امارت اسلامیہ افغانستان کا اعلامیہ

سویڈن میں قرآن کریم کی توہین اور مسلمانوں کے عقیدے کی توہین وتضحیک کرنے کی اجازت دینے کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان ملک بھر میں سویڈن کی ہر قسم کی سرگرمیاں معطل کرنے کا حکم دیتی ہے۔ جب تک سویڈن حکومت اس مذموم عمل پر مسلمانوں سے معافی نہیں مانگتی تب تک امارت اسلامیہ افغانستان کے تمام ذیلی ادارے اس حکم کی تعمیل کے پابند ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان دیگر مسلم ممالک کو بھی سویڈن حکومت کی گستاخانہ حرکت کے مقابلے میں سویڈن کے ساتھ تعلقات پر نئے سرے سے غور کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان

11/7/2023م

کابینہ فیصلے

کابینہ سیشن کا دوسرا اجلاس: دائیں ہاتھ والے گاڑیوں کی خرید و فروخت سے متعلق فیصلہ۔

رواں ہجری قمری سال کے کابینہ سیشن کا دوسرا اجلاس 25 جولائی 2023 کو رئیس الوزرا الحاج ملا محمد حسن اخند کی سربراہی میں منعقد ہوا۔ رواں ہجری سال میں امارت اسلامیہ افغانستان کی کابینہ کے دوسرے اجلاس میں کمیٹی کی جانب سے رائٹ ہینڈ ڈرائیو گاڑیوں کی خرید و فروخت کے حوالے سے منظور کردہ تیسرا فیصلہ جزوی تبدیلیوں کے ساتھ منظور کیا گیا۔ یہ کمیٹی گذشتہ ہجری سال کابینہ کے 34ویں اجلاس میں وزیر اقتصادیات قاری دین محمد حنیف کی سربراہی میں ٹرانسپورٹ افیئر ریگولیٹری کمیشن اور وزارت انصاف کے تعاون سے قائم کی گئی تھی۔ اس اجلاس کے فیصلے کے مطابق اقتصادی کمیشن توانائی کے منصوبوں کی ترجیحی ترتیب بین الوزارتی کمیشن کے تعاون سے ترتیب دیتا تھا، اب اس کے ساتھ ڈائریکٹوریٹ جنرل آف افیئرز کی محکمہ پالیسی و حکمت عملی بھی تعاون کرے گی۔

اس کے علاوہ کابینہ کے 31 ویں اجلاس کے فیصلے کی بنیاد پر اوزون کو ختم کرنے والے مادوں پر مونٹریال کی پابندی کے لیے کیگالی کی ترامیم کو اس اجلاس میں منظور کیا گیا۔ وزارت خارجہ اور ادارہ برائے تحفظ ماحولیات کو اس حوالے سے ضروری اقدامات کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔

کابینہ سیشن کا 36واں اجلاس: بلٹ پروف گاڑیوں کے استعمال کا جائزہ لینے کا فیصلہ۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی کابینہ سیشن کا 36واں اجلاس نائب رئیس الوزرا برائے سیاسی امور مولوی عبدالکبیر کی سربراہی میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں بلٹ پروف گاڑیوں کے استعمال اور سلحہ کے لائسنس کے اجرا کے معاملے کی تحقیقات کے لیے کمیٹی قائم کی گئی۔ وزارت داخلہ کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی میں وزارت دفاع، وزارت اقتصاد، وزارت خزانہ، سپریم کورٹ، انٹیلی جنس، احکامات اور ہدایات کی نگرانی کرنے والے اراکین کے علاوہ ڈائریکٹوریٹ جنرل آف افیئرز کے اراکین شریک ہیں۔ کمیٹی کے اراکین مذکورہ موضوع کی تحقیقات کے لیے فیصلہ کرکے اسے اگلے کابینہ اجلاس میں شئیر کریں گے۔

اجلاس میں وزیر پانی و توانائی کی سربراہی میں کمیٹی کو ذمہ داری دی گئی کہ ہلمند، ارغنداب اور دیگر بڑے دریاؤں کے پانی کے استعمال کے حوالے سے پہلے سے مقرر کردہ کمیٹی کی رپورٹ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے اور نتیجہ کو کابینہ کے اجلاس میں فیصلے کے لیے پیش کیا جائے۔ اس کے علاوہ زمینوں پر قبضے کی روک تھام اور غصب شدہ زمینوں کی واپسی کے کمیشن کو مذکورہ کمیٹی کے ساتھ تعاون کی ہدایت کی گئی۔ اجلاس میں خوست، پکتیا، پکتیکا اور لوگر کے جنگلات سے لکڑی کی دیگر صوبوں میں منتقلی پر بھی بحث ہوئی۔

****

فرمان امیر المؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ

بیرونی سیاست سے متعلق ہمارا موقف ہماری دائمی سیاست (لاضرر ولاضرار) کے عین مطابق ہے۔ہم نہ کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی کسی کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہماری سرزمین دوسروں کے خلاف استعمال کرے، بعینہ اسی طرح جیسا کہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی دوسرا ہمارے خلاف استعمال ہو۔ہم ان تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں جو افغانستان کو ایک آزاد اسلامی ملک کے طور پر تسلیم کریں اور ان کا ہمارے ساتھ تعلق استعماری لہجے کا آئینہ دار نہ ہو ،خواہ وہ بین الاقوامی طاقتیں ہوں یا ہمسایہ ممالک اور دنیا کے دیگر خطے۔

واضح رہے کہ ہم نے اپنی اسی سیاست کے خدوخال سابقہ پیغامات اور سیاسی دفتر کے ذریعے دنیا تک پہنچادیے ہیں۔جہاں تک سیاسی دفتر کے ذریعے قابض قوتوں کے ساتھ ملاقاتوں اور مذاکرات کی بات ہے تو ان رابطوں کا بنیادی مقصد صرف یہی ہے کہ افغانستان پر قبضے کا جلد از جلد خاتمہ ممکن ہوسکے۔کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ مجاہدین اپنے اہداف سے دستبردار ہوجائیں گے یا اسلامی اصولوں اور ملکی مفادات پر کسی سودے بازی کو ترجیح دیں گے۔

عیدالفطر 2013 کے موقع پر قوم کے نام پیغام

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

امیرالمؤمنین رحمہ اللہ کی آخری رہائش گاہ

امیرالمؤمنین کی آخری آرامگاہ